مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح والمہدیؑ کی قائم مقامی کی حیثیت میں اصلاح ہند کے متعلق اپنی جماعت کے خیالات جناب تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک اصلاحات کے متعلق کچھ بیان کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اول یہ دیکھا جائے۔ کہ آیا اصلاحات کی کوئی ضرورت ہندوستان کو ہے بھی یا نہیں۔ اور اگر ہے تو کس قسم کی اصلاحات کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اصلاح ضرورت کے مطابق ہی ہونی چاہیئے ❖

ہمارے نزدیک ہندوستان اسوقت یقیناً غیر معمولی اصلاحات کا محتاج ہے۔ کیونکہ باوجود بعض لوگوں کے اس دعویٰ کے کہ صرف ایک قلیل حصّہ ہندوستان کا اصلاحات کے لیئے شور کر رہا ہے۔ اور باقی کل ہندوستان امن و امان میں ہے۔ بلکہ اِن شور کرنیوالوں سے نفرت کرتا ہے۔ اِن واقعات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ سوائے چند خود غرض لوگوں کے یا نہایت ہی جاہل اور پست حال اقوام کے جو بہائم کی طرح زندگی بسر کرتی ہیں۔ اور یہ چند لاکھ سے زیادہ نہیں ہیں۔ باقی کل ہندوستانی پڑھے لکھے ہوں۔ یا کہ اَن پڑھ اپنی حالت پر قانع نہیں ہیں۔ اور ہماری رائے اس بارہ میں بہت سی دیگر آراء کی نسبت زیادہ وقیع ہے۔ کیونکہ ہماری جماعت علاوہ دیگر ممالک کے ہندوستان کے کُل صوبوں میں بھی پھیلی ہوئی ہے۔ اور اپنے عقائد کے مطابق ہم سب ایک انتظام کے ماتحت ایک امام کی سرکردگی میں کام کرتے ہیں جو صرف ایک واعظ ہی خیال نہیں کیا جاتا ہے بلکہ تمام جماعت کی روحانی اخلاقی تمدنی اور سیاسی اصلاح اور رہنمائی کا بھی ذمہ وار ہوتا ہے۔ اور تمام جماعت اسکے ساتھ ایک ایسے گہرے تعلق کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے کہ کہ اس کی ہر ایک کارروائی اُس تک پہنچتی رہتی ہے۔ اور ہر ایک طریقۂ عمل جسکو انہوں نے اختیار کرنا ہو۔ اس کی ہدایت کے ماتحت اختیار کیا جاتا ہے۔ اور اس سے بلاواسطہ استفادہ کرنے کے لیئے ہندوستان اور بیرونی ممالک کے ہر گوشہ کے آدمی اسکے پاس آتے رہتے ہیں۔ اور یہ ہر طبقہ کے آدمی ہوتے ہیں۔ اسلیئے زبانی بھی ہندوستان کے ہر گوشہ کے اور ہر طبقہ کے لوگوں کے عام حالات سے ہمارے سلسلہ کے مرکز کو واقفیت رہتی ہے۔ پس اِن سامانوں کی وجہ سے جو ہمیں میسّر ہیں۔ بہت سی دوسری جماعتوں

کی نسبت ہم زیادہ یقینی شہادت اس امر کے متعلق دے سکتے ہیں۔ کہ ہندوستان میں عام طور پر لوگ اِسوقت اپنی موجودہ حالت پر مطمئن نہیں۔ اور اطمینان صرف سطحی ہے۔ اور یہ حالت اِس قابل ہے۔ کہ فوراً اِس کا علاج کیا جاوے۔ ورنہ ایک دُور اندیش نگاہ اسحالت میں آنیوالے نہایت سخت خطرناک تغیرات کو دیکھتی ہے ؛

مگر ہمارے نزدیک یہ بات جو عام طور پر تعلیم یافتہ طبقہ کی طرف سے بیان کی جاتی ہے۔ ہرگز درست نہیں کہ اِس بے صبری اور اضطراب کا باعث سیلف گورنمنٹ کا مطالبہ ہے۔ ہندوستان میں چند لاکھ آدمی سے زیادہ نہیں ہیں۔ جو سیلف گورنمنٹ کا مطلب سمجھتے ہوں۔ کثیر حصّہ آبادی کا ایسا ہے۔ جو سیلف گورنمنٹ کا مطلب ہرگز نہیں سمجھتا گو اس میں سے ایک قلیل جماعت ایسی بھی ضرور ہے جو سیلف گورنمنٹ کا مطالبہ کرتی ہے۔ مگر اِسکی یہ وجہ نہیں کہ وہ سیلف گورنمنٹ کو جانتی ہے۔ بلکہ اسلیئے کہ اُسکی مضطرب الحالی کو دیکھکر اُسے تعلیم یافتہ طبقہ نے سمجھایا ہے کہ تمھاری اس بے صبری کا علاج سیلف گورنمنٹ ہی ہے۔ پس وہ اِن لوگوں سے جو سوشل اور تعلیمی حالات میں ان سے زیادہ حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ سُنکر کہ ہماری احتیاج سیلف گورنمنٹ کے ذریعہ دُور ہو سکتی ہے یہ خیال کر لیتے ہیں کہ یہی بات درست ہوگی۔ مگر اکثر حصّہ آبادی کا اسقدر بھی واقف نہیں ہے اور اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ ابھی ایسے تربیت یافتہ نہیں ہوئے۔ کہ اپنے خیالات کو ایک معین صورت میں پیش کر سکیں۔ وہ اتنا جانتے ہیں کہ ہمیں کسی چیز کی ضرورت ہے۔ مگر بیان نہیں کر سکتے کہ وہ کیا چیز ہے۔ پس ہندوستان کی موجودہ سیاسی حالت کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ (۱) ہوم رول کے حامی جنمیں تعلیم یافتہ گروہ کا بڑا حصہ شامل ہے اور نیز وہ لوگ بھی شامل ہیں جو گو خود تعلیم یافتہ نہ ہوں۔ مگر تعلیم یافتہ جماعتوں میں انکا اُٹھنا بیٹھنا ہے جیسے شہروں کی آبادی۔ (۲) ایک قلیل حصّہ تعلیم یافتہ لوگوں کا جو حالات موجودہ کے ماتحت ہندوستان میں سیلف گورنمنٹ کے مخالف ہیں اور غیر تعلیم یافتہ آبادی کا بہت بڑا حصّہ جو موجودہ پولیٹکل شورش سے بالکل ناآشنا ہے۔ اِن دونوں جماعتوں میں سے کثیر حصّہ میں بے چینی کے آثار ضرور ہیں۔ اور انکو نظر انداز نہیں کیا

جا سکتا۔ لیکن ان دونوں طبقوں کی بے چینی کی وجوہات مختلف ہیں۔ تعلیم یافتہ طبقہ زمانہ کے تغیرات سے متاثر ہو کر سیلف گورنمنٹ کا طالب ہے۔ لیکن گاؤں کی آبادی اور ہندوستان میں یہ لوگ ملک کی آبادی میں ستانوے فی صدی کی نسبت رکھتے ہیں۔ نہ اس مطالبہ سے واقف ہیں اور نہ اسکو واقعہ میں اس امر سے کوئی تعلق ہے کہ کونسل واضع آئین میں دیسی ممبر زیادہ ہوں یا انگریز اور ایکسیکیٹو کونسل میں ہندوستانیوں کو کیا اختیارات ملنے چاہئیں۔ وہ صرف ضرورتِ اصلاح سے واقف ہیں۔ اور اس اصلاح کے نہ آنے پر چڑتے ہیں۔ مگر بیان نہیں کر سکتے کہ وہ کن اصلاحوں کے متمنّی ہیں۔ اس لیئے انکی ضروریات اُن سے نہیں معلوم ہو سکتیں۔ بلکہ انکی ضرریات کی ترجمانی کرنی پڑتی ہے۔ اور ہم اِن غیر مسلسل بیانات سے جو اِن لوگوں سے معلوم ہوتے ہیں۔ اور اس گہرے اور وسیع تعلق سے فائدہ اُٹھاکر جو ہماری جماعت کے ممبروں میں ہے۔ (کیونکہ ہماری جماعت میں کوئی سوشل یا تمدنی طبقات نہیں۔ بلکہ ایک چھوٹی سے چھوٹی حیثیت کا آدمی بڑے سے بڑے آدمی کو اسی آسانی سے ملتا ہے جس سے کہ اپنے برابر کے آدمی کو اور تمام مشوروں میں اسکی رائے بھی اسی طرح دریافت کی جاتی ہے اور اس کا بھی ویسا ہی وزن ہوتا ہے جس طرح ایک بڑے سے بڑے آدمی کی رائے دریافت کی جاتی ہے۔ اور جو وزن اسکی رائے کا ہوتا ہے۔) ہم لوگ کہہ سکتے ہیں کہ اسکے بواعث مفصلہ ذیل ہیں:-

(اوّل) ایک عام اور روزانہ بڑھنے والی شکایت کہ گو عدل و انصاف میں انگریز افسران اپنی نظیر آپ ہیں۔ اور بہت کم ہوتا ہے کہ وہ کسی کی جان بوجھکر ناجائز طرفداری کریں مگر ان میں سے بعض کا معاملہ دیسیوں سے اچھا نہیں ہوتا۔ اور وہ انکے احساسات کا خیال نہیں رکھتے۔ ذرا ذرا سی بات پر گالیاں دے دینا یا سختی سے کلام کرنا یا بے توجہگی کرنا ایک ایسی عام شکایت ہے۔ جو اندر ہی اندر عوام کے دل میں بے اطمینانی پیدا کر رہی ہے یہ واقعات ہزاروں کی تعداد میں واقعہ ہوتے رہتے ہیں۔ ہندوستانی اپنی قدیم روایات کے ماتحت اپنی عزت کا خیال ہر ایک چیز سے زیادہ رکھتا ہے۔ واقعات اور ضروریات اسے مجبور کرتے ہیں کہ وہ اپنے انگریز حاکم کے پاس جاوے۔ لیکن درحقیقت اگر

حاکم ایسے ہوتے ہیں کہ انکی ہر دفعہ کی ملاقات اسے انگریزی حکومت کے برخلاف کرتی جاتی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ بہت ایسے شخص ہیں جو پہلے گورنمنٹ کے نہایت خیرخواہ تھے۔ لیکن محض اسی نقص کے باعث آج وہ برٹش گورنمنٹ کے مخالف ہیں۔ یہ شکر کا مقام ہے کہ گورنمنٹ کے اعلیٰ عہدہ داران اس مرض سے بالکل پاک ہیں۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ گورنمنٹ اس حد تک تو خیال رکھتی ہے کہ اعلیٰ عہدے صرف انہی لوگوں کو دئیے جائیں جو نہایت اعلیٰ درجہ کے اخلاق رکھتے ہوں۔ لیکن عوام کا تعلق ان اعلیٰ عہدہ داران سے نہیں۔ بلکہ مقامی اور ضلع کے حکام سے پڑتا ہے۔ اور اعلیٰ عہدہ داروں سے صرف انہی لوگوں کو تعلق پڑتا ہے۔ جو تعلیم یافتہ اور حیثیت کے ہیں۔ مگر انہیں سے بڑا حصہ سیلف گورنمنٹ کا دلدادہ ہو کر یہ سبق سیکھ چکا ہے۔ کہ غیر قوم کی حکومت خواہ کتنی ہی اچھی ہو سیلف گورنمنٹ کی قائم مقام نہیں ہو سکتی۔ پس ان عہدہ داروں کا برتاؤ۔ انکے لئے فائدہ مند نہیں ہو سکتا۔ مقامی عہدہ داروں کا بھی کثیر حصہ ایسا ہے جو اخلاق سے پیش آتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ یہ حصہ گو اب بھی تعداد میں دوسروں سے بہت زیادہ ہے مگر دن بدن کم ہو رہا ہے اور اسکی موجودگی بھی پورے طور پر اس نقص کا علاج نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ انسان کی عادت ہے کہ وہ نیکی کو کم یاد رکھتا ہے۔ اور بدی کو زیادہ۔ اگر دس افسر اعلیٰ اخلاق کے ہوں اور ایک بُرے اخلاق کا تو دس نیکوں کی نیکی کو وہ بھول جاتا ہے۔ اور ایک کی بدی اسکو یاد رہتی ہے۔ جو افسر اعلیٰ اخلاق کے ہیں۔ وہ بھی بعض دفعہ ہندوستانی آداب سے ناواقف ہونیکی وجہ سے غلطیاں کر بیٹھتے ہیں اور دوسرے حصہ کی بدسلوکی کے باعث انکی غلطیوں کو بھی اس بات پر محمول کیا جاتا ہے۔ کہ انکی نظروں میں ہندوستانی حقیر ہیں ؛

انسانی انتظام کامل سے کامل بھی ہو تو بھی اپنے اندر کچھ کمزوریاں رکھتا ہے۔ برٹش گورنمنٹ کے اس زرین اصول کے نتیجہ میں کہ افسر کچھ عرصہ کے بعد دوسرے علاقہ میں تبدیل کر دیئے جائیں۔ یہ افسر تمام صوبہ میں پھرتے رہتے ہیں۔ اور تمام علاقوں میں انکے باعث بے چینی پھیلتی رہتی ہے اور ہندوستانیوں کا یہ خاصہ ہے کہ وہ سختی کو برداشت

کر سکتے ہیں۔ لیکن انکی حقارت اور ہتک انکے دلوں کو حقارت اور نفرت سے پُر کر دیتی ہے۔ مثال کے طور پر ہم ایک کالج کا ذکر کرتے ہیں اس کالج کے طلباء نے سٹرائک کی۔ ہماری جماعت کے بعض طلباء بھی اس کالج میں پڑھتے تھے وہ بوجہ اس تعلیم کے جو ہمارے سلسلہ کے بانی نے دی ہے اس سٹرائک میں شریک نہیں ہوئے۔ بلکہ حکام کا ہاتھ اسکے مٹانے کے متعلق بٹاتے رہے لیکن جب سلسلہ کی طرف سے انسے سٹرائک کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم صرف مذہبی پابندی کے باعث الگ رہے ہیں ورنہ ہمارے دل دوسروں سے کم تکلیف محسوس نہیں کرتے کیونکہ ہم نے خود اپنے کانوں سے سُنا ہے کہ پرنسپل نے ہندوستانی طلباء کو کہا کہ تم ہمارے غلام ہو۔ یہ تو اس بات کی مثال ہے کہ مذہب کو سب اشیاء سے عزیز رکھنے والے لوگ نہ جانے مانند نہ پائے رفتن کے ماتحت کس طرح ان واقعات سے تکلیف اُٹھاتے ہیں۔ مگر ایسی بھی بہت سی مثالیں پائی جاتی ہیں کہ ہماری جماعت کو بعض لوگوں نے محض اس وجہ سے چھوڑ دیا کہ وہ اس بات کو برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ انکو ان لوگوں کے خلاف جو ہندوستانیوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں شورش سے روکا جاتا ہے اور بعض جگہ ہماری جماعت کے لوگوں نے گورنمنٹ کی وفاداری کی تلقین کرنے میں سخت تکالیف بھی اُٹھائی ہیں اور اس جرم میں لوگوں نے انکو دُکھ دیا ہے ؁

(دوم) اسی طرح وہ امتیازی سلوک جو انگریزوں اور دیسیوں میں کیا جاتا ہے وہ بھی اضطراب کا بہت بڑا باعث ہے۔ ریلوں میں خاص کمرے یوروپین کے لئے مخصوص کئے جاتے ہیں۔ قانون اسلحہ میں دیسی اور یوروپین میں امتیاز رکھا جاتا ہے۔ نو آبادیوں میں ہندوستانیوں سے بدسلوکی کیجاتی ہے مگر اسکے مقابلہ میں ہندوستان میں نو آبادی کے رہنے والوں کو خود ہندوستانیوں سے بھی زیادہ حقوق حاصل ہیں (اسکا اثر بھی درحقیقت زیادہ تر عام آبادی پر پڑتا ہے کیونکہ نو آبادیوں میں جانیوالے عام طور پر عوام ہیں نہ اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ کے لوگ) جب کسی یوروپین کے ہاتھ سے کوئی دیسی مارا جاتا ہے تو اس کا مقدمہ جیوری کے ذریعہ سے جو اسکے ہم وطنوں کی ہوتی ہے سماعت کیا جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے قریباً تمام مقدمات ایک یا دوسرے عذر پر یا بالکل

خراب کر دیئے جاتے ہیں یا صرف نام کے طور پر ہلکی سی قید یا جرمانہ کر دیا جاتا ہے۔ ایسا ہی اور بہت سے معاملات ہیں جنمیں امتیاز رکھا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عوام میں اور بے چینی پھیلتی ہے وہ وفادار ہیں کیونکہ قدیم روایات کے ماتحت اپنے افسروں کی وفاداری کو اپنا فرض سمجھتے ہیں مگر انکی بے چینی میں کوئی شبہ نہیں وہ اپنی موجودہ حالت پر قانع نہیں۔ پس ان امتیازات کو مٹایا جائے اور جو سلوک یوروپین سے کیا جاتا ہے وہی ہندوستانیوں سے کیا جاوے یا تو یوروپین کے لیئے بھی وہی قیود رکھی جاویں جو ہندوستانیوں کیلیئے ہیں۔ یا ہندوستانیوں سے بھی وہ قیدیں دُور کر دی جاویں ان امتیازات میں سے سب سے مضر امتیاز قانون اسلحہ کا امتیاز ہے۔ ہندوستانیوں کے لیئے بعض قسم کے سوٹے چھریوں۔ ہوائی بندوقوں تک رکھنے کی اجازت نہیں۔ یہ سختی نہ صرف غیر اقوام میں ہندوستانیوں پر تمسخر کا موجب ہو رہی ہے۔ بلکہ جنگی روح کے لیئے نقصان دہ ثابت ہو رہی ہے۔ اور ڈاکوؤں کا جنکے پاس عموماً اسلحہ ہوتے ہیں انکو شکار بنا رہی ہے۔ برٹش گورنمنٹ کے زیر اقتدار بعض ریاستوں میں اسلحہ کی آزادی ہے اور وہاں وہ بد نتائج بالکل پیدا نہیں ہوئے۔ جنکا گمان کیا جاتا ہے۔ اس ایکٹ کی سختی گورنمنٹ کی نسبت ہندوستانیوں میں سخت بدظنی پھیلا رہی ہے۔ مگر ہمارے نزدیک اسوقت سے پہلے گورنمنٹ کی جو پالیسی رہی ہے اس کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ آپ اس ایکٹ کو فوراً منسوخ نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ جو لوگ ہتیار رکھنے کے عادی ہوں وہ اس بات کو خوب سمجھتے ہیں۔ کہ ہتیاروں کا ناجائز استعمال کیسے خطرناک نتائج پیدا کر سکتا ہے۔ اسلیئے ان لوگوں میں اس آزادی کے باوجود کسی قسم کا فساد نہیں ہوتا۔ مگر ایک ایسی قوم کو جو ہوائی بندوقوں سے بھی جو محض ایک بے ضرر شئے ہیں اور حملہ اور خود حفاظتی میں کام نہیں آ سکتیں محروم کر دی گئی ہو۔ اور بعض قسم کے سوٹے اور چھریاں بھی اسکے لیئے منع ہوں۔ اگر ہتیار رکھنے کی عام اجازت دیجائے تو فسادات کا اندیشہ ہے۔ اسلیئے تدریجاً اس قانون میں اصلاح کیجائے +

(۳) تیسرا باعث ہندوستان کی اقتصادی اور تمدنی حالت کا تغیر معلوم ہوتا ہے

ہندوستان کی اقتصادی اور تمدنی حالت پہلے سے بہت بدل گئی ہے نئی ضروریات نکل آئی ہیں۔ جن کا پورا کرنا اقتضائے وقت کے ماتحت لوگوں کے لیئے ضروری ہے۔ اسی طرح دیہاتوں کی کثرت نے علاوہ اخراجات کو بڑھا دینے کے مزدوری پیشہ لوگوں کو کم اور نایاب کر دیا ہے۔ اسی طرح سیاسی اور تمدنی تغیرات کی وجہ سے باوجود بیماریوں کے عام طور پر نسل میں ترقی ہو رہی ہے۔ جس سے اخراجات میں زیادتی ہو رہی ہے۔ بے شک اسکے مقابلہ میں بنجر زمینوں کی آبادی اور غلہ کی قیمت میں زیادتی بھی ہوئی ہے۔ لیکن اخراجات کی زیادتی اور احتیاجوں کی افزونی آمد کی زیادتی سے بڑھکر ہے کیونکہ زمینیں لوگوں کے پاس کم ہوتی جاتی ہیں اور سوائے غلہ کی قیمت کی زیادتی کے غلہ کی پیدائش میں زیادتی کی کوئی صورت نہیں اور نہ اور ذرائع آمد نکلے ہیں بلکہ موسم کے تغیرات کے سبب جو متواتر کئی سال سے غیر معمولی طور پر ظاہر ہو رہے ہیں۔ فی ایکڑ پیدائش کی نسبت میں پہلے سے کمی ہو رہی ہے۔ اور اگر نہروں کا سلسلہ جاری نہ ہو چکا ہوتا تو شائد یہ حالات نہایت خطرناک صورت اختیار کر لیتے۔ لیکن اب بھی لوگوں میں اضطراب پیدا کر رہے ہیں ؞

(۴) چوتھے وسعت ملک کو مدنظر رکھتے ہوئے تعلیم کا انتظام بہت کم ہے۔ اور ہر سال ایک حصہ طلباء کا تعلیم پانے سے اسلیئے محروم رہ جاتا ہے کہ سکولوں کا کافی انتظام نہیں۔

ہمیں معلوم ہوا ہے کہ بعض علاقوں کے لوگ بھرتی کرانے میں حصہ لینے سے اس عذر پر انکار کرتے ہیں کہ ہم نے برٹش گورنمنٹ کی برکات سے وہ فائدہ نہیں اٹھایا جو ہمارے زیادہ خوش قسمت شہری بھائیوں نے اٹھایا ہے۔ اسلیئے اس موقع پر زیادہ بوجھ بھی انکو ہی اٹھانا چاہیئے۔ اور ہمیں کوئی شک نہیں کہ دیہات میں تعلیم عام کرنے کی طرف بہت دیر میں توجہ کی گئی ہے۔ اور وہ بھی ضرورت کے لحاظ سے بہت کم۔ اور پھر جو تعلیم انکو دیجاتی ہے وہ بھی انکی ضروریات کے مطابق نہیں۔ اسلیئے وہ اسکی طرف شوق سے توجہ نہیں کر سکتے۔ انہیں ایسی تعلیم کی ضرورت ہے۔ جو ایک محنتی دیانتدار اور اپنی ضروریات کا علم رکھنے والا زمیندار پیدا کر سکے اور ایسا علم انکو دیدے جسکے ذریعہ سے وہ آیندہ اپنی حاجات کو پورا کرنیوالے علم کو حاصل کر سکیں اور حاصل بھی بہت کم خرچ پر ہو سکے اور ایسی تعلیم کی ضرورت نہیں جو ایک نحیف اور کام سے اجتناب کرنیوالا کتابوں کا کیڑا

والا آدمی تیار کرے اور بہت سا روپیہ خرچ کر کے حاصل ہو۔ جسکی وہ برداشت نہیں کر سکتے اسی طرح انکے لیئے صنعت و حرفت اور مختلف فنون کی تعلیم کی ضرورت ہے جو انکو اس بات میں مدد دے کہ زمین کے کم ہوجانے پر انکے خاندان کے بعض ممبر اپنا گذارہ عزت کے ساتھ کر سکیں۔ یہ باتیں اگر حاصل ہوجاویں تو ملک کی آبادی کے اکثر حصّہ کی ضروریات پوری ہوجاتی ہیں۔ اور صرف مغربی تعلیم یافتہ جماعت کے ایک حصّہ یا انکے ہم مجلسوں کی خواہشات باقی رہ جاتی ہیں۔ جنکو مختصراً سیلف گورنمنٹ کے الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے۔ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ سلف گورنمنٹ دوسرے موانع کی عدم موجودگی میں قومی ترقی کے لیئے ضروری ہے۔ اور برٹش گورنمنٹ کا انصاف اسی بات کا مقتضی ہے کہ وہ ہندوستان کا انتہائی مقصد سلف گورنمنٹ مقرر کرے۔ اور ہمارے نزدیک ہندوستان میں اسوقت ایک قلیل جماعت ایسے لائق اشخاص کی بھی پیدا ہوگئی ہے جو اہم اہم ذمہ واری کے کاموں کو سنبھال سکتی ہے۔ لیکن کسی کام کے سپرد کرنے میں صرف یہ خیال نہیں رکھا جاتا کہ اس کام کے بجالانے کی اس شخص میں قابلیت ہے کہ نہیں۔ بلکہ کئی اور پہلو ہوتے ہیں جن کا مدِّ نظر رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ سلف گورنمنٹ کے متعلق فیصلہ کرتے وقت صرف یہ بات ہی نہیں دیکھی جائیگی کہ آیا ہندوستان میں بعض لوگ ایسے ہوگئے ہیں کہ جو اس کام کو سنبھال سکیں۔ بلکہ یہ بھی کہ ایسا کرنے سے حکومت اور رعایا کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچیگا۔ ہم اپنی جماعت کے فوائد کو خصوصاً اور دیگر قلیل التعداد جماعت کے فوائد کو عموماً مدِّ نظر رکھتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستان کو سلف گورنمنٹ دینے کا وقت ابھی نہیں آیا۔ ابھی ہندوستان اسقدر وسیع الاثر اصلاح کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتا۔ اور نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ کب تک وہ اسکو اٹھانے کے قابل ہوگا۔ سالوں کا اندازہ اسکے لیئے مقرر نہیں کیا جا سکتا۔ چند کمیاں ہندوستان میں پائی جاتی ہیں وہ جب پوری ہوجاویں اسی وقت وہ اس قابل ہوجاویگا کہ اسے سلف گورنمنٹ دیدی جاوے۔ ممکن ہے کہ وہ دس ہی سال کے عرصہ میں پوری ہوجاویں۔ ممکن ہے کہ وہ ایک صدی میں بھی پوری نہ ہوں۔ وہ کمیاں مذہبی اور نسلی اختلافات کی موجودگی میں وسعت حوصلہ اور بے تعصبی کے اظہار کی ہیں۔

جو قوم ان صفات حسنہ سے محروم ہو سلف گورنمنٹ اسکے لیئے انعام نہیں بلکہ سزا ہے

اور ہندوستان ان صفات سے ایسا خالی ہے کہ اسکی نظیر دوسرے ممالک میں بہت کم مل سکتی ہے۔ اسوقت ہندوستان مختلف مذاہب کا جولان گاہ بن رہا ہے۔ چند قدیم مذاہب کا مجموعہ جس کے پیروان نے مسلمانوں سے جنگ کے دوران میں اپنے آپکو سیاسی اتحاد کے لحاظ سے ہندو یعنی باشندہ ہند قرار دیا تھا۔ اسوقت ہندو مذہب کے نام سے مشہور ہے ان کا اسوقت کا اتحاد اب تک دوسری اقوام اور مذاہب کے مقابلہ میں چل رہا ہے۔ دوسرا مذہب اسلام ہے وہ بھی کئی فرقوں میں منقسم ہے۔ پھر سکھ ہیں۔ پارسی ہیں۔ بدھ ہیں۔ جینی ہیں۔ عیسائی ہیں یہودی ہیں۔ ان سب مذاہب میں آپسمیں اختلاف ہے اور صرف اختلاف ہی نہیں بلکہ عداوت ہے۔ اسوقت تک کا تجربہ بتاتا ہے کہ یہ مذاہب ہندوستان میں جہاں ملتے ہیں ایک دوسرے کے فوائد کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں مذاہب تو الگ رہے۔ ایک مذہب سے اپنے آپکو وابستہ کرنیوالے فرقوں کا بھی یہی حال ہے۔ ہم لوگ اپنی جماعت کے تجربہ کی بناء پر کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ اختلاف معمولی نہیں۔ کہ اس کا اثر سیاست اور حکومت پر نہ پڑیگا۔ بلکہ نہایت خطرناک ہے۔ اسوقت بھی جبکہ ہندوستان سلف گورنمنٹ کے درجہ کو نہیں پہنچا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مذہبی اختلافات کی بناء پر دوسرے فریقوں کو اسقدر تکالیف دی جاتی ہیں۔ کہ بعض دفعہ حد برداشت سے بڑھ جاتی ہیں۔ اور اگر برٹش حکام کا اثر نہ ہو تو اور بھی بڑھ جائیں۔ کیونکہ وہ ہمیشہ اس فتنہ کو روکے رہتے ہیں۔ ہماری جماعت ستائیس سال سے قائم ہے۔ ہمارے اصول نہایت امن پسند ہیں۔ ہم سب نبیوں کو جو دنیا کے کسی حصۂ ملک میں گذرے ہیں سچا یقین کرتے ہیں۔ ہماری تعداد اسقدر کم ہے۔ کہ ہماری نسبت یہ خیال بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کہ ہم کسی کو تکلیف دے سکتے ہیں۔ مگر باوجود اسکے ستائیس سال متواتر سے ہم مختلف مذاہب کی تعدیوں کا تختۂ مشق ہو رہے ہیں غیر مذاہب تو الگ رہے خود مسلمان کہلانیوالے ہم سے ایسی عداوت رکھتے ہیں اور ہر ایک موقع پر اس کا اس طرح اظہار کرتے ہیں کہ سخت سے سخت دشمن اس سے زیادہ نہیں کر سکتا۔ ہر طبقہ کے لوگ ہمیں دکھ دینے میں لذت حاصل کرتے ہیں۔ علماء نے فتوےٰ بھی دیا ہوا ہے۔ کہ "ہم سے بولنے والا گنہگار ہے۔ ہمارا قتل کرنا درست۔ بلکہ ثواب ہے ہمارا مال لوٹ لینا جائز ہے۔ ہماری عورتوں کا جبرًا دوسری جگہ نکاح کر دینا درست ہے۔ الخ

ان فتووں کے ماتحت جہانتک ہو سکتا ہے سلوک کرنیکی کوشش کیجاتی ہے اور اسوقت صرف برٹش گورنمنٹ ہماری حفاظت کیلیئے آگے قدم بڑھاتی ہے۔ہم میں سے بعض کی جائدادوں پر زبردستی قبضہ کر لیا گیا ہے۔اور انکو گھروں سے نکالدیا گیا ہے۔بعضوں کی بیویوں کو زبردستی ان سے جدا کر دیا گیا ہے۔بعض ملازمتوں سے الگ کیئے گئے ہیں۔غرض جہاں جہاں بھی ہماری جماعت بہت کمزور حالت میں ہے۔وہاں ہر قسم کی تکالیف دیجاتی ہیں۔مزدوروں کو مزدوری کرنے سے سقوں کو پانی بھرنے نائیوں کو تزئین کرنے چوڑھوں کو صفائی کرنے سے باز رکھا جاتا ہے۔جھوٹے مقدمات میں پھنسایا جاتا ہے۔افسروں کے پاس غلط رپورٹیں کیجاتی ہیں۔اور یہ سب کچھ مذہبی اختلاف کے باعث صرف اس لیئے کہ ہم ان لوگوں سے انکے خیالات میں متفق کیوں نہیں۔حالانکہ صرف مذہبی اختلافات کے باعث دنیاوی اور تمدنی معاملات میں دکھ دینا ایک ایسی گری ہوئی بات ہے کہ کوئی مہذب قوم اسکو جائز نہیں سمجھتی۔مگر ہندوستان میں باوجود مطالبۂ سلف گورنمنٹ کے اور ادعائے صلح اور آشتی کے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔اگر خدانخواستہ موجودہ حالات میں ہندوستان میں ہوم رول ہو جاوے تو جو سلوک قلیل التعداد جماعتوں سے ہوگا۔اُس کا تجربہ ہمیں ہوم رول کے حامیوں کے ہاتھوں سے پہلے ہی ہو چکا ہے۔کچھ عرصہ ہوا مالابار کے علاقہ میں غیر احمدیوں نے جماعت احمدیہ پر ظلم و تعدی شروع کی جب حکام انگریزی کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے احمدی جماعت کو غیر احمدیوں کے ظلم سے بچانے کے لیئے اُنکے سرغنوں کو نوٹس دیا کہ اگر تم لوگ اس کمزور جماعت کو دکھ دینے سے باز نہ آؤ گے تو تمہارے برخلاف سخت کارروائی کی جائیگی۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کچھ عرصہ کیلیئے امن ہو گیا اور تمام انگریزی اخبارات نے انگریزی حکام کی اس عدل و انصاف اور رحم کی کارروائی کی بہت تعریف کی۔صرف ایک ہی آواز تھی جو احمدیوں اور حکام کے خلاف اُٹھائی گئی اور وہ **مسز اینی بیسنٹ** ایڈیٹر **نیو انڈیا** کی آواز تھی۔جس نے بجائے اسکے کہ مظلوم اور بے کس جماعت کی حمایت کرتی ظالم اور زبردست فریق کا ساتھ دیا۔اور حکام کے برخلاف ایک سخت مضمون لکھا کہ کیوں انہوں نے چند احمدیوں کی خاطر معززلوگوں کو اس قسم کا نوٹس دیا ہے۔اصل بات یہ ہے کہ صرف برٹش گورنمنٹ کا زبردست ہاتھ مختلف مذاہب کے پیروؤں کو روک رہا ہے۔ورنہ یہ تعصب بسا اوقات بھیانک صورت میں رونما ہو۔چنانچہ اس کا

ثبوت بھی ہمیں خود اپنے تجربہ سے ملتا ہے ان علاقوں میں کہ جہاں برٹش گورنمنٹ کا اثر نہیں۔ مثلاً بعض پاس کے علاقوں میں انہی ابنائے وطن کی ریشہ دوانیوں سے ہماری جماعت کے لوگوں کو اسقدر تکالیف پہنچی ہیں۔ کہ جن کی نظیر موجودہ تمدن میں کہیں نہیں ملتی بعض ہمارے آدمی قتل کر دیئے گئے ہیں۔ بعض کو پتھر مار مار کر بے دردی کے ساتھ سنگسار کر دیا گیا ہے۔ اور صرف اسی الزام میں کہ انہوں نے احمدیت کو کیوں قبول کیا۔ خود ہندوستان میں بعض جگہوں پر جہاں برٹش اقتدار براہ راست نہیں ہے۔ ہمیں مساجد بنانے کی اجازت نہیں دیجاتی۔ اپنے سلسلہ کی تبلیغ کی اجازت نہیں ایک جگہ پر جبراً ایک احمدی کی لڑکیوں کو چھین کر کے رقص سکھلانے کا حکم دیا گیا جو اخلاقاً ایک ایسی گری ہوئی حرکت ہے۔ کہ اس سے بڑھکر اور کوئی بُری حرکت نہیں ہو سکتی۔ مگر جبکہ بعض دوسری جگہ خود حکام کے ہاتھوں سے تکلیف پہنچتی ہے تو ہندوستان کے اس حصہ میں جو گورنمنٹ برطانیہ کے زیر اہتمام ہیں۔ ہمیں نہ صرف قانونی طور پر آزادی حاصل ہے بلکہ جب کبھی بھی کوئی شخص ہماری آزادی میں مخل ہوتا ہے تو وہ فوراً ہماری مدد کرتے ہیں۔ اور ہمارے ابنائے وطن کے ظلم سے ہمیں بچاتے ہیں۔ پس ان تلخ تجربات کی موجودگی میں ہندوستانیوں کو سیلف گورنمنٹ کا دیا جانا ہم اپنی جماعت کے لیئے اور دیگر قلیل التعداد جماعتوں کے لیئے ہلاکت سمجھتے ہیں۔ اور برٹش انصاف سے امید کرتے ہیں۔ کہ ایسے کھلے کھلے واقعات کی موجودگی میں وہ قلیل التعداد جماعتوں کو ہلاکت میں نہیں ڈالیگا۔ قلیل التعداد جماعتوں سے مراد صرف نسبتاً قلیل جماعتیں ہیں۔ ورنہ مسلمان گو نسبتاً قلیل التعداد ہیں۔ مگر پھر بھی ہندوستان میں انکی آبادی سات کروڑ کے قریب ہے اور یہ مذہبی عناد صرف اندرونی فرقوں تک ہی مخصوص نہیں۔ بلکہ دیگر مذاہب کے متعلق بھی ہے۔ چنانچہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے اندر اسقدر اختلاف ہے اور ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ کہ اسکی موجودگی میں سیلف گورنمنٹ کا ملنا ہندوستان کے لیئے نہایت مضر ہے اور یہ ایک ایسی آگ لگا دیگا جس کا بجھانا آسان نہ ہوگا اور مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچیگا اور ہم بلحاظ سیاست انہی فرقوں کے ساتھ شامل ہیں۔ جو ہماری طرح دعویٰ اسلام رکھتے ہیں۔ اسلیئے ہمارا حق ہے کہ ہم اس حیثیت سے بھی اپنی رائے دیں ۔

اسوقت تک تجربہ بتا رہا ہے۔ کہ جہاں ایک قوم کو کسی محکمہ میں دخل ملا ہے۔ اس نے اسمیں سے

دوسرے مذہب کے لوگوں کو نکالکر اپنے ہم مذہب بھرتی کرنے شروع کردیئے ہیں۔ جس جگہ بھی ایک مذہب کے افسر جمع ہو گئے ہیں۔ وہاں کے لوگوں نے اپیل پر اپیل۔ کر کے گورنمنٹ کو اس طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ انکے جتھے کو توڑا جاوے۔ اور کچھ یوروپین عنصر بھی شامل کیا جاوے۔ یونیورسٹی کے امتحانوں میں اور سرکاری عہدوں کے مقابلوں تک میں بھی یہ تعصب مذہبی اپنا اثر دکھاتا رہا ہے اور برٹش حکام کو اسکے بد اثر کو کم کرنے کے لیئے وقتاً فوقتاً مختلف تدابیر ایجاد اور اختیار کرنی پڑی ہیں۔ جس جگہ مشترک انتخاب ہوتا ہے۔ ووٹ درائے) دینے والوں کا رویّہ بھی ان کے دلی جذبات کے اظہار کے لیئے کافی ہے۔ یہانتک کہ جب دو مختلف المذہب امیدوار مقابلہ میں آجاویں تو یہ "ہندو مسلمانوں کا سوال ہے" کہکر ہر ایک فریق اپنی طاقت کو بڑھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور کبھی اس تدبیر میں کوتاہی نہیں کرتا باہمی لین دین میں بھی یہ تعصّب ایسا بین ہے۔ کہ تعلیم یافتہ اور اپنے قومی فوائد کو مدِّ نظر رکھنے والی قوم دوسرے مذہب کے دوکانداروں سے سودا خریدنے تک کی روادار نہیں ہوتی اور آہستہ آہستہ اسکی طاقت بالکل توڑ دیتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ بعض علاقوں میں خود حفاظتی کے لیئے دوسرے فریقوں کو بھی یہی طریق اختیار کرنا پڑا ہے۔ معمولی معمولی باتوں: جیسے گائے کی قربانی محرّم کا جلوس وغیرہ پر سخت فساد ہوتے چلے آئے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اب تعلیم نے تعصّب کو کم کر دیا ہے۔ لیکن واقعات اسکے خلاف شہادت دیئے جا رہے ہیں۔ اب تک ملازمتوں میں مذہبی تعصب اپنا کام کر رہا ہے۔ امتحانوں میں اس کا اثر ہے۔ تجارتوں میں اسکا دخل ہے۔ انتخابات میں اسکو حکومت ہے۔ چھوٹے چھوٹے امور میں یہ رونما ہوتا ہے ابھی پچھلے دنوں بہار میں گائے کی قربانی پر جو فسادات ہوئے ہیں۔ وہ بتا رہے ہیں۔ کہ اب تک تعصّب میں کوئی کمی نہیں ہوئی بلکہ پہلے سے بھی زیادہ ہے حالانکہ ایک قوم کا اپنے مذہبی فرض کو ادا کرنا دوسری کے لیئے باعث اشتعال نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک فعل کوئی شخص بُرا خیال کرتا ہے۔ تو وہ اس فعل کو نہ کرے نہ یہ کہ دوسروں کو بھی نہ کرنے دے ہندوؤں کا مسلمانوں کے گائے ذبح کرنے اور مسلمانوں کا جھٹکے اور سوٗر کے مارنے پر شور مچانا اور فساد پر آمادہ ہو جانا بتا رہا ہے۔ کہ اگر اسوقت اتحاد کا شور مچایا بھی

جارہا ہے۔ تو وہ صرف سطحی ہے اگر یہ اتحاد حقیقی ہوتا۔ تو عمل میں اس کا کیوں ظہور نہ ہوتا
ممکن ہے۔ کہ بعض اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ اس تعصب سے پاک ہوں۔ لیکن یہ طبقہ اسقدر کم ہے
کہ ملک کی رہنمائی میں اس کا کوئی دخل نہیں۔ رسپانسبل (ذمہ وار) گورنمنٹ کے تو یہ
معنی ہیں۔ کہ وہ ملک کی رائے پر چلے۔ جب عام طور پر تعصب پایا جاتا ہے۔ تو ممبر بھی
وہی لوگ ہوسکینگے جو ملک کی عام رائے کا ساتھ دینگے۔ اور تعصب بجائے کم ہونیکے
ترقی کریگا۔ پہلے عملاً بے تعصبی کا ثبوت ملجائے تب موقع ہوگا کہ ہندوستان کو سیلف
گورنمنٹ ملے۔ بے شک کسی وقت متعصب آدمیوں کا بالکل مفقود ہوجانا خلاف عقل
ہے۔ مگر سیلف گورنمنٹ کے لیئے ہندوستان جیسے ملک میں جو مذاہب کا جولان گاہ ہے
مجارمیٹی (کثرت) ضرور ایسے آدمیوں کی ہونی چاہیئے جو تعصب سے خالی ہوں ورنہ تباہی
یقینی ہے۔ اسوقت کا تجربہ یہ بتارہا ہے۔ کہ اس مذہبی تعصب کے خطرناک نتائج سے اگر
کسی چیز نے بچایا ہے۔ تو وہ ہوشیار اور فرض شناس برٹش آفیسر ہے۔ بس اُسی ہاتھ کو جو
اسوقت تک اس تعصب کی رو کو روکے رہا ہے۔ پیچھے ہٹالینا ہندوستان کے لیئے سخت
مصیبت کا باعث ہوگا۔ اور وہ دن جب ایسا کیا گیا۔ اسکے لیئے ہلاکت کا ہوگا۔ ضرور ہے۔ کہ
تعلیم یافتہ طبقہ کی خواہشات اور زمانہ کے آگے بڑھنے والے قدم کا لحاظ رکھا جاوے۔ لیکن
ساتھ اسکے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ اصلاحات ایسے طریق پر عمل میں آویں۔ کہ جس میں ہندوستان
کو ہلاکت میں گرنے سے بچانے کی تدابیر کو پورے طور پر ملحوظ رکھا گیا ہو۔ پچھلی ترقی حد سے
زیادہ محدود تھی۔ جسکی سُست رفتار ہندوستان کے امن کو خلل میں ڈال رہی تھی آئندہ
کے لیئے ترقی کی رفتار مصلحت سے زیادہ تجویز کیجاتی ہے۔ ہم لوگ اپنی جماعت کے فوائد بلکہ کُل
قلیل التعداد جماعتوں بلکہ ہندوستان کے فوائد کو ملحوظ رکھتے ہوئے جناب سے عرض کرتے
ہیں کہ ہندوستان میں جدید اصلاحات کا فیصلہ کرتے وقت ان دونوں باتوں کو مدِ نظر
رکھا جاوے۔ اور کوئی تبدیلی ایسی نہ کی جاوے۔ جسکا نتیجہ قلیل التعداد جماعتوں کے حق
میں مضر ہو۔ اور ایسی کوئی تبدیلی جسمیں فیصلہ کی طاقت برٹش عنصر سے لیکر ہندوستانیوں
کے ہاتھ میں دیدی گئی۔ یقیناً یہی نتیجہ پیدا کرے گی۔ اور اسی طرح انتظامی عملہ میں بھی کوئی

ایسی تبدیلی جس میں ہندوستانیوں کی زیادتی ہوئی ویسے ہی نتائج پیدا کریگی۔ ضروری ہے کہ جب تک مذکورہ بالا نقائص دور نہ ہو جاویں۔ برٹش عنصر نہ صرف تعداد میں ہندوستانی عنصر سے زیادہ ہو بلکہ بہت زیادہ ہو۔ تاکہ تعصّب مذہبی کو حدود کے اندر مقیّد رکھا جا سکے اور کثیر التعداد جماعتوں کا قلیل التعداد جماعتوں پر دست تظلّم دراز نہ ہو سکے۔

ہمارے نزدیک وہ تدابیر جو مذہبی تعصّب کے بد اثر سے بچانے کے لیئے بعض اور جماعتوں نے تجویز کی ہیں۔ ہرگز کافی نہیں ہیں۔ مثلاً یہ کہ حضور وائسرائے صاحب بہادر اور ہر ایک صوبہ کے اعلیٰ افسر کو ویٹو (یعنی مجلس قانونی کی تجاویز کو مسترد کر دینے) کا اختیار ہو۔ ویٹو کی طاقت ہمیشہ استعمال نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس کا استعمال نہایت ذمہ واری کا بوجھ اسکے استعمال کرنیوالے پر رکھ دیتا ہے۔ اور اس کا کثیر استعمال لوگوں میں شورش پیدا کر دیتا ہے۔ چنانچہ اس بات کا کافی تجربہ پچھلی صدی میں دنیا کے مختلف مقامات میں ہو چکا ہے اور عملاً یہ تدبیر زیادہ کارآمد نہیں ثابت ہوئی۔ بلکہ جس جگہ اس طاقت کے زیادہ استعمال کی ضرورت پیش آئی ہے اور استعمال بھی کیگئی ہے وہاں کا سیاسی مطلع زیادہ سے زیادہ تاریک ہوتا چلا گیا ہے۔ کسی صوبہ یا ملک کا افسر اعلیٰ خصوصاً ایسی گورنمنٹ کا افسر اعلیٰ جو انتخابی اصول پر مبنی ہو اسی وقت کامیاب ہو سکتا ہے۔ جبکہ وہ ہر دلعزیز ہو۔ اور ویٹو کا استعمال ہمیشہ شورش پیدا کرتا ہے۔ اسلیئے یا تو یہ علاج محض اصولی علاج ہوگا جو عمل میں نہیں آئیگا اور یا زیادہ شورش اور فساد کا موجب ثابت ہوگا۔ اسی طرح یہ شرط جو مذہبی تعصّب کے بد اثر کو روک سکنے کے لیئے تجویز کی گئی ہے۔ کہ جس قانون کے خلاف کسی ایسی قوم کے ممبروں میں سے جن پر اس قانون کا اثر پڑ سکے ۳/۴ ممبر رائے دیں۔ وہ کونسل واضع قوانین میں پیش نہ ہو سکے گا۔ ہمارے نزدیک اس غرض کو پورا کرنے والی نہیں جسکے لیئے وہ تجویز کی گئی ہے۔ دو قسم کے معاملات ہو سکتے ہیں یا تو وہ جو صرف ایک کمیونٹی سے تعلق رکھتے ہیں یا وہ جو کئی جماعتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان معاملات کے متعلق جو کسی خاص کمیونٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ زیادہ خوف مذہبی تعصب کا کیا ہی نہیں جا سکتا۔ کیونکہ وہ صرف اندرونی معاملات سے متعلق ہوتے ہیں جیسے نکاح ورثہ وغیرہ۔ خطرہ اظہار تعصب کا صرف انہی معاملات کے متعلق کیا جا سکتا ہے۔ جن میں

ایک سے زیادہ جماعتوں کے فوائد وابستہ ہوں۔ ایسے معاملات میں کثیر التعداد جماعت قلیل التعداد جماعت کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔ اور ایسے قواعد تجویز کر سکتی ہے۔ جو اسکے لیئے فائدہ مند اور دوسری جماعتوں کے لیئے مضر ہوں۔ اگر ان امور کے متعلق یہ حق نہ دیا جائے۔ کہ دوسری جماعت کے ۳/۴ (تین چوتھائی) ممبر خلاف رائے دیں تو اسکو ترک کر دیا جائے تو اس قاعدہ کا عملاً ایک ذرہ بھی فائدہ نہیں ہوگا۔ اور اگر دیا جاوے تو پھر کونسلوں کی کارروائی محض بیہودہ رہ جاتی ہے کیونکہ بعض قلیل التعداد جماعتیں ایسی ہیں۔ کہ انکے ممبر صرف ایک یا دو ہی لیئے جا سکتے ہیں تو تمام کونسلوں کی کارروائی انکے رحم پر رہ جائیگی۔ وہ ہر ایک قاعدہ کو جو تمام ہندوستان یا اسکے کسی صوبہ کے متعلق ہو اپنی مرضی کے ماتحت روک سکیں گے اور چونکہ ہر ایک قلیل التعداد جماعت کے جائز و ناجائز مطالبات کو پورا نہیں کیا جا سکتا کونسلوں کی کارروائی چل ہی نہیں سکیگی۔ اور اگر یہ حق سوائے مسلمانوں کے اور دوسری قلیل التعداد جماعتوں کو نہ دیا گیا تب بھی کام میں ضرور رکاوٹ ہوگی اور دوسری جماعتوں کے حقوق کے تلف ہونے کا خطرہ ساتھ ہی لگا رہیگا پس اندریں حالات ضروری ہے کہ ابھی کونسلوں کی اصلاح کسی ایسے طریق پر نہ کیجائے کہ گورنمنٹ برطانیہ کا ہاتھ بیچ میں سے ہٹ جائے ہاں ایسے امور کہ جنکے اثرات کوئی زیادہ وسیع نہیں ہوتے یا جن میں تعصب کا کچھ زیادہ دخل نہیں ہو سکتا اُن میں وقت اور انصاف چاہتا ہے۔ کہ ہندوستانیوں کو ایسے حقوق دیئے جائیں کہ وہ اپنی ضروریات کے مطابق عمل کریں اور قوانین اور طریق عمل تجویز کریں کیونکہ اس ذریعہ سے سیلف گورنمنٹ کی تعلیم بھی انکو ہوتی رہیگی اور ملکر کام کرنے کی عادت بھی پڑیگی اور انتخاب کا کوئی ایسا طریقہ رکھا جاوے کہ جس میں قلیل التعداد جماعتیں نقصان میں رہیں ایسے تمام صوبوں میں جہاں کوئی قلیل التعداد جماعت خاص اہمیت رکھتی ہو اور اُنکی تعداد اس قدر کم ہو کہ اس کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اُس جماعت کو اس تعداد سے زیادہ ممبروں کے انتخاب کا حق دیا جاوے جسقدر کہ بلحاظ تعداد کے اسکے حصوں میں آتے ہیں جیسے کہ پنجاب و بنگال کے سوا باقی صوبوں میں مسلمان اور پنجاب میں سکھ اور بمبئی میں پارسی اور مدراس میں عیسائی ہیں اور سرحدی صوبہ میں اگر کبھی اسکو آئینی حکومت ملی تو ہندو ہیں مگر یہ حق ایسی قلیل التعداد

جماعتوں کو جو زیادہ قلیل نہیں ہیں ہرگز نہیں ملنا چاہیئے کیونکہ اس حق سے ان جماعتوں کو جو قلیل کثرت رکھتی ہیں سخت نقصان پہنچیگا۔ مثلاً اگر بڑی تعداد والی قلیل التعداد جماعتوں کو بھی یہ حق دیا جاوے تو ہندوؤں کو جنکی میجارٹی جہاں ہے بہت زیادہ ہے تو کوئی نقصان نہ ہوگا مگر مسلمانوں کو جن کی میجارٹی صرف بنگال اور پنجاب دو صوبوں میں ہے اور بہت ہی کم ہے سخت نقصان پہنچیگا اور انکی میجارٹی کہیں بھی نہ رہیگی۔ اسی طرح ان فرقوں کے حقوق کی نگہداشت بھی ضروری ہے جو سیاسی تقسیم میں کسی مذہب کی شاخ قرار دیئے گئے ہوں۔ لیکن وہ کوئی ممتاز حیثیت بھی رکھتے ہوں اور انکے افراد اس طرح پھیلے ہوئے ۲
ہوں کہ انکی طرف سے انتخاب مشترک میں کوئی ممبر مقرر ہونا مشکل ہو جیسے کہ پنجاب میں احمدی جماعت ہے۔ انتخاب کے طریق میں یہ بات بھی مدِ نظر رکھنی ضروری ہے کہ جہاں تک ہو سکے اسکے قواعد ایسے بنائے جائیں کہ آہستہ آہستہ اُس سے لوگوں میں سیاست کا صحیح علم پیدا ہو اور عوام میں یہ طاقت پیدا ہو جاوے کہ وہ اپنی تکالیف کو الفاظ میں بیان کر سکیں اور ایسے لوگ ممبری کے لیئے منتخب ہوں جو صحیح معنوں میں ملک کے قائم مقام ہوں موجودہ قوانین اس طرز کے ہیں کہ انکے ماتحت انتخاب سے ملک کو نہ دلچسپی پیدا ہوتی ہے اور نہ اس کو خبر ہوتی ہے کہ کب انتخاب ہؤا اور کون ممبر تجویز ہؤا اس قسم کی اصلاح کا یہ بھی نتیجہ ہوگا۔ کہ آہستہ آہستہ ایسے ممبروں کا انتخاب ہونے لگے گا جو عوام کے خیالات کی صحیح ترجمانی کر سکینگے اور اس طرح حکومت اور رعایا کے خیالات کے تعلقات زیادہ سے زیادہ مضبوط ہوتے چلے جاوینگے خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے نزدیک اسوقت ہندوستان میں دو قسم کی اصلاحوں کی ضرورت ہے اوّل وہ اصلاحات جنکی عام ملک کو ضرورت ہے۔ دوسری وہ جن کی نسبت تعلیم یافتہ طبقہ کا مطالبہ ہے اور ہمارے نزدیک یہ دونوں قسم کی اصلاحات حقیقۃً ضروری ہیں جن کا جاری کیا جانا مقتضائے انصاف ہے۔ مگر اِن اصلاحات کا فیصلہ کرتے وقت اِن باتوں کا لحاظ ضروری ہے۔ اوّل یہ کہ کسی شور و شغب کا خیال کرتے ہوئے کوئی ایسی اصلاح نہ کی جاوے جس سے گورنمنٹ کو ضعف پہنچے۔ (۲) نہ کوئی ایسی اصلاح کی جاوے جس سے قلیل التعداد جماعتوں کے حقوق کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو (۳) مگر کسی ایسی اصلاح کے

عمل میں لانے سے دریغ نہ کیا جاوے۔ جو ملک کے مختلف طبقات کی جائز خواہشات اور ضروریات کو پورا کرنے والی ہوں۔ اور ہم نے انہی تینوں پہلوؤں کو مدِنظر رکھتے ہوئے جو اسکیم اصلاحات کی تیار کی ہے وہ اِس ایڈرس کے ساتھ جناب اور حضور وائسرائے ہند کے مطالعہ کے لیئے شامل ہے۔ اور ہم اُمید کرتے ہیں۔ کہ جناب اس اسکیم پر ہمدردانہ طور پر غور فرماوینگے۔ مگر ہم ساتھ ہی یہ بھی کہنا چاہتے ہیں کہ ہندوستان میں اصلاحات کے متعلق برٹش گورنمنٹ مشورہ اور فکر کے بعد جس نتیجہ پر پہنچے گی ہماری جماعت تمام کی تمام خواہ تعلیم یافتہ ہو یا غیر تعلیم یافتہ گورنمنٹ کے فیصلہ کو عزت کی نگہ سے دیکھے گی اور بانی سلسلہ حضرت مسیح موعودؑ کے احکام کے ماتحت جو قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق دیئے گئے ہیں اور اپنے موجودہ امام کی ہدایت کے نیچے اسکے کامیاب بنانے کے لیئے جو مدد بھی اسکی طاقت میں ہوگی کرنے کے لیئے تیار رہے گی ؞

ہم ہیں جناب کے فرمانبردار

(۱) خان محمد علیخان جاگیردار مالیر کوٹلہ و سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان ؞

(۲) سردار امام بخش خان تمن دار سردار قبیلہ قیصرانی ڈیرہ غازیخان ؞

(۳) مرزا بشیر احمد ایم۔اے ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان و ممبر صدر انجمن احمدیہ

(۴) خان بہادر راجہ پائندہ خان جنجوعہ آف دارا پور جہلم ؞

(۵) چودھری ظفر اللہ خاں بی۔اے۔ ایل۔ایل۔بی (لنڈن) بیرسٹر و ایڈیٹر انڈین کیسز لاہور ؞

(۶) عبداللہ بھائی الہ دین تاجر سکندر آباد دکن ؞

(۷) مولوی غلام اکبر خاں وکیل ہائی کورٹ (حیدر آباد) فرخ آباد اضلاع متحدہ ؞

(۸) مولوی شیر علی بی۔اے ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان ؞

(۹) چودھری فتح محمد سیال ایم۔اے مسلم مشنری قادیان ؞

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

(سکیم اصلاحات مجوزہ نمایندگان جماعت احمدیہ)

۱۔ کونسل صاحب وزیر ہند

۱۔ صاحب وزیر ہند کی کونسل میں علاوہ صاحب وزیر ہند کے ۷ ممبر ہوں جنہیں سے تین ہندوستانی ممبر ہوں۔ انمیں سے ایک مسلمانوں میں سے ہو ایک ہنود میں سے ایک باری باری دوسری قلیل التعداد جماعتوں میں سے لیا جائے ؞

۲۔ چار انگریز ممبروں میں سے دو انڈین سروس کے اعلیٰ افسران میں سے ہوں ؞

۲۔ امپریل فیڈریشن کونسل

۱۔ امپریل فیڈریشن کمیٹی میں ہندوستان کے دو قائم مقام لیئے جائیں۔ صاحب وزیر ہند اور ایک ہندوستانی ممبر انڈین پبلک سروس میں سے جسے کونسل میں ووٹ دینے کا حق حاصل ہو ؞

Digitized by Khilafat Library

۳۔ امپریل لیجسلیٹو کونسل

۱۔ امپریل لیجسلیٹو کونسل کے ممبروں کی تعداد ننو تک بڑھائی جائے تاکہ قلیل التعداد جماعتوں کے نائب بھی شامل ہو سکیں ؞

۲۔ نامزد شدہ ممبروں کی تعداد ۵۵ فیصدی اور غیر سرکاری ممبروں کی تعداد ۴۵ فیصدی ہو۔ ممبران ایگزیکٹو کونسل اس تعداد کے علاوہ ایکس آفیشو (بہ حیثیت عہدہ) ممبر ہوں ؞

۳۔ قلیل التعداد جماعتوں کو اس بات کا حق دیا جاوے کہ وہ جداگانہ انتخاب کے ذریعہ سے اپنے قائم مقام مقرر کریں ؞

۴۔ غیر سرکاری ممبر اس مجلس میں زیادہ تر براہ راست طریقہ انتخاب سے حاصل کیئے جائیں تاکہ ملک کے صحیح قائم مقام ہوں اور لوگوں میں ملک کی بہتری کا خیال ترقی کرے اور اس سے دلچسپی ہو ؞

۵۔ تعلیم زراعت اور صنعت و حرفت کے متعلق مجلس واضع آئین کی ہدایات اور مجوزہ طریق عمل پر کاربند ہونا گورنمنٹ پر واجب ہو۔ سوائے اس صورت کے کہ گورنر جنرل مجلس واضع آئین کے ریزولیوشن کو مسترد کر دے کسی ایسے ریزولیوشن کے خلاف ایسی کمیونٹی کو جس پر اسکا

اثر پڑتا ہو گورنر جنرل کے پاس اپیل کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ (ان تینوں صیغوں کے متعلق کونسل کے ریزولیوشنوں کو واجب التعمیل بنانے میں یہ مصلحت ہے کہ ان صیغوں میں تعصب مذہبی کا زیادہ اثر نہیں ہو سکتا اور دوسرے ان امور کو ہندوستانیوں کی رائے پر چھوڑ دینا زیادہ مناسب ہے تاکہ وہ اپنی ضروریات کے مطابق اُن صیغوں کی اصلاح کریں۔ حضور ویسرائے کے لیئے حق ویٹو اور سماعت اپیل محفوظ رہے)

۶۔ ان تینوں صیغوں کے متعلق جو ریزولیوشن پیش ہوں انکے متعلق ووٹ کا حق صرف منتخب شدہ ممبران غیر سرکاری نامزد شدہ ممبران ایگزیکٹو کونسل کے ممبران اور گورنر جنرل کو حاصل ہو ؛

۴۔ امپریل ایگزیکٹو کونسل

۱۔ امپریل ایگزیکٹو کونسل میں علاوہ کمانڈر انچیف کے چار انگریز اور تین ہندوستانی ممبر ہوں جنمیں سے ایک ہندو ایک مسلمان اور ایک ممبر باری باری سے دوسری قلیل التعداد جماعتوں میں سے لیا جائے ؛

۲۔ یہ جملہ ممبر گورنمنٹ کے نامزد کردہ ہوں ؛

۵۔ پراونشل گورنمنٹ

۱۔ تمام بڑے صوبوں میں جہاں ابتک گورنر مقرر نہیں ہیں گورنر مقرر کیئے جائیں لیکن ہمارے نزدیک بہتر ہے کہ گو صوبہ جات کے افسران اعلیٰ کو گورنری کے درجہ پر فائز کیا جائے مگر یہ بات لازمی نہ ہو کہ وہ انڈین سول سروس کے ممبروں میں سے نہ ہوں۔ بلکہ انڈین سول سروس کے تجربہ کار ممبروں کو یہ موقعہ دیا جانا چاہیئے کہ وہ بھی ان عہدوں پر مامور ہو سکیں ؛

ہندوستان کی تاریخ ایسی مثالوں سے خالی نہیں ہے کہ ماتحت افسروں کو ترقی دیکر گورنر جنرل کے عہدہ تک پہنچایا گیا ہے اور یہ تجربہ نہایت کامیاب ثابت ہوا۔ اس قاعدہ سے یہ بھی فائدہ ہوگا کہ لائق آدمیوں کو انڈین سول سروس میں آنے کی خواہش رہیگی اور تجربہ کار افسروں کے تجربہ سے فائدہ اُٹھانے کا موقعہ بھی ملتا رہیگا ؛

۲- تمام صوبہ جات کی گورنمنٹ ... ... کو ایسے معاملات کے متعلق قوانین بنانے اور انتظام کرنے کا کامل اختیار دیا جائے جو خاص اُس صوبہ کے متعلق ہوں لیکن ویسرائے ہند کو ویٹو کے اختیارات رہیں ؛

۶- پراونشل لیجیسلیٹو کونسل -

۱- پراونشل کونسلوں کے ممبروں کی تعداد پچاس سے لیکر ۷۵ تک حسب تعداد آبادی کی جائے ؛

۲- کچھ ممبریاں اہم قلیل التعداد جماعتوں کے لیئے مخصوص کردی جائیں ؛

۳- قلیل التعداد جماعتوں کے نائبین کے انتخاب کا بہتر طریق یہ ہے کہ جو جماعتیں منتظم ہوں اُنکے لیئے ایک مخصوص تعداد باعتبار اُنکے شمار اور اہمیت کے گورنمنٹ مقرر کردے اور اُنکی طرف سے جو آدمی پیش کیئے جائیں اُنھیں صوبہ کے افسران اعلیٰ اپنے اطمینان کے بعد ممبری کیلیئے منظور کریں اور جو جماعتیں منتظم نہیں ہیں انکے ممبر اُنہی قواعد انتخاب کے ماتحت لیئے جائیں جو دوسری جماعتوں کے لیئے مقرر ہیں ؛

۴- پراونشل کونسلوں میں نصف منتخب شدہ اور نصف ایکس آفیشو (بہ حیثیت عہدہ) ممبر اور نامزد شدہ غیر سرکاری و سرکاری ممبر ہوں - گورنر یا افسر اعلیٰ صوبہ کا انکے علاوہ ہو ؛

۵- تعلیم - زراعت - صنعت و حرفت کے متعلق جو ہدایات اور طریق عمل لیجسلیٹو کونسل مقرر کرے وہ پراونشل ایگزیکٹو کونسل پر واجب التعمیل ہوں - سوائے اسکے کہ اعلیٰ افسر صوبہ اُسے مسترد کردے اگر کوئی ایسا ریزولیوشن کسی کمیونٹی کے مفاد کے خلاف ہو تو اُسکے خلاف اعلیٰ افسر صوبہ کے پاس اپیل کرنیکا حق اُس کمیونٹی کو حاصل ہو اور اُسکے بعد گورنر جنرل کے پاس ؛

۶- ان تینوں صیغوں کے متعلق جو ریزولیوشن پیش ہوں انکے متعلق ووٹ کا حق صرف منتخب شدہ ممبروں - نامزد شدہ غیر سرکاری ممبروں اور ممبران پراونشل ایگزیکٹو کونسل اور صوبہ کے اعلیٰ افسر کو ہو ؛

۷- پراونشل ایگزیکٹو کونسل

۱- تمام بڑے صوبوں میں جہاں اسوقت تک ایگزیکٹو کونسلیں مقرر نہیں ہیں وہاں ایگزیکٹو کونسلیں مقرر کیجائیں جن کے ممبروں کی تعداد پانچ ہو۔ جن میں سے تین انگریز اور دو ہندوستانی ممبر ہوں جن میں سے ایک مسلمان ہو +

۲- یہ ممبر گورنمنٹ کے نامزد کردہ ہوں +

۸- عام اصلاحات

۱- ایگزیکٹو اور جوڈیشل اختیارات کی علیحدگی کا اصول تسلیم کیا جائے مگر فی الحال یہ تغیر ملک کے حالات کے اعتبار سے نامناسب ہے۔ کیونکہ خطرہ ہے کہ اس سے جرائم ترقی نہ کر جائیں اسلیئے اس اصل کو تدریجاً رائج کرنا چاہیئے۔ مگر اسقدر اصلاح فوراً کیجائے کہ ڈپٹی اور اسسٹنٹ مجسٹریٹوں کو سپرنٹنڈنٹ صاحبان پولیس کے اقتدار اور دباؤ سے قطعی آزاد کیا جائے +

۲- پولیس اور انڈین سول سروس میں بہ نظر حالات موجودہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ¼ سے ⅓ تک تعداد ہندوستانیوں کی ہو لیکن اس بات کی احتیاط کرلیجاوے کہ ہندوستانی عنصر اس طور پر لیا جاوے کہ جو قومیں یا جماعتیں دولت یا تعلیم میں پیچھے ہیں وہ اپنے جائز حصّہ سے محروم نہ رہ جاویں +

۳- پولیس اور سول سروس کے لیئے پہلے مختلف اقوام کے شرفا میں سے باعتبار انکی تعداد اور اہمیت کے ایک معقول تعداد نامزد کیجائے اور پھر ان نامزد شدہ لوگوں کا امتحان مقابلہ لیا جائے اور کامیاب شدہ امیدوار حسب ضرورت مامور کیئے جائیں +

۴- انڈین سول سروس اور امپریل پولیس سروس کے کورسوں میں ایسی اصلاح کیجائے کہ امیدواران سول سروس کے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے کہ ہندوستانیوں سے تعلقات رکھتے وقت انکو کن عادات اور اخلاق کا خیال رکھنا چاہیئے اور اس مضمون میں کامیاب ہونا انکے لیئے لازمی ہو +

۵- سول سروس کے ممبروں کے ساتھ کوئی معاہدہ نہ کیا جائے۔ بلکہ اگر وہ کام کے نا قابل ثابت

ہوں یا انکے متعلق ثابت ہو کہ وہ ہندوستانیوں کے احساسات اور اعزاز کا خیال نہیں رکھتے تو فوراً انکو سروس سے جدا کر دیا جائے اور اس معاملہ میں کسی وقار کا خیال نہ رکھا دے۔

۶۔ تمام وہ امتیازات جو یوروپین کو نسلی طور پر ہندوستانیوں کے مقابلہ میں حاصل ہیں اُنکو موقوف کیا جائے۔

۷۔ جب کسی دیسی کے برخلاف کسی جرم کے ارتکاب کا الزام کسی یوروپین پر لگایا جاوے تو ایسی صورت میں جیوری کا طریق موقوف کیا جاوے۔ یا پھر ایسی جوری منتخب ہو جسکے نصف ممبر یوروپین ہوں اور نصف دیسی ہوں۔ اور موخر الذکر ممبران جیوری کا وہی مذہب ہو جو اُس شخص کا ہے جسکے برخلاف کسی جرم کے ارتکاب کا الزام یوروپین ملزم پر لگایا گیا ہے۔ ورنہ جیسے کہ تجربہ شاہد ہے انصاف کا ہونا ناممکن ہے۔

۸۔ کمشنروں کے عہدہ کو توڑ کر انکا کام ڈسٹرکٹ آفیسروں کے سپرد کیا جائے لیکن کچھ آفیسر ایسے مقرر کیئے جائیں کہ جو وقتاً فوقتاً افسران ضلع کے کاموں کا معائنہ کرتے رہیں۔ اور اُنکے خلاف جو شکایات ہوں اُنکی تحقیقات کریں۔ اس امر کی یہ ضرورت ہے کہ ہندوستان میں یورپ کی طرح کوئی زوردار پبلک رائے نہیں ہے۔ جسکے دباؤ کے نیچے افسر کسی قسم کی ناجائز حرکت سے اجتناب رکھیں۔

۹۔ قانون اسلحہ کا یوروپین اور ہندوستانیوں پر یکسان استعمال ہو۔ اور اس ایکٹ کو آہستہ آہستہ ملک کے حالات کے مطابق منسوخ کیا جائے۔ سردست ہوائی بندوقوں نیزوں وغیرہ پر جو لائسنس ہے اُسے موقوف کیا جائے اور صرف تلواروں اور فائر آرمز پر لائسنس رہے۔ اور ان ہتیاروں کے متعلق بھی گورنمنٹ کی یہ پالیسی ہو کہ معززین اور تعلیم یافتہ طبقہ کو لائسنس دینے سے انکار نہ کیا جائے اور لائسنس سوائے کسی خاص وجہ کے کسی خاص علاقہ کے لیئے نہ ہوں بلکہ کُل برٹش انڈیا کے لیئے ہوں۔

۱۰۔ کانوں اور ریلوں وغیرہ کو بیرونی ممالک کے سرمایہ سے آزاد کیا جائے۔ یا تو گورنمنٹ خود انکا انتظام کرے یا ملکی سرمایہ سے انتظام کیا جائے۔ ہمارے خیال میں بہتر یہ ہے کہ انتظام گورنمنٹ کا ہو اور ملکی سرمایہ نفع سے کچھ حصہ دینے کی شرط پر حاصل کیا جائے

تاکہ گورنمنٹ ہند کی تمام انتظامی پالیسی کے خلاف کوئی نظم و نسق نہ ہو۔ اور ہندوستان کی پیداوار سے ہندوستان کو فائدہ پہنچے ÷

(۱۱) ہندوستان کی تجارت اور صنعت و حرفت کی ترقی اور حفاظت کے سامان مہیا کیئے جائیں اور گورنمنٹ آف انڈیا اور پراونشل گورنمنٹوں کی یہ پالسی مقرر کیجائے کہ ہندوستان میں صنعت و حرفت کا ترقی دینا اور اسکے اسباب کا مہیا کرنا اور لوگوں میں انکو مشہور کرنا اور ان پر کاربند ہونے والوں کی ہر ممکن ذریعہ سے مدد کرنا گورنمنٹوں کے فرائض میں سے ہو۔ کیونکہ گو ہندوستان کا مقابلہ نہایت ترقی یافتہ ممالک سے ہے۔ مگر تجارت و صنعت و حرفت میں باقی اقوام سے بہت ہی پیچھے ہے اور گورنمنٹ کی رہنمائی اور مدد کے بغیر وہ اس اقتصادی مقابلہ میں عہدہ برآ نہیں ہو سکتا اور اس کی تباہی کا خطرہ ہے ÷

(۱۲) گورنمنٹ ہند اور پراونشل گورنمنٹوں کی یہ پالیسی مقرر کیجائے کہ ہر سال بجٹ بناتے وقت وہ ملک کی تعلیمی ضروریات کے مطابق تعلیم کیلیئے رقم مقرر کیا کریں اور ہمیشہ اس بات کو مدِ نظر رکھا جائے کہ تعلیم کو سہل الحصول بنایا جائے اور پرائمری تعلیم فری کر دیجاوے (یعنی پرائمری میں کسی قسم کی فیس نہ لیجاوے) اسوقت زیادہ تر روپیہ ایسے کاموں پر خرچ کر دیا جاتا ہے جو تعلیم کا ضروری جزو نہیں ہیں اور اس طرح تعلیم روز بروز گراں ہوتی چلی جاتی ہے۔ جہانتک ہو سکے ابتدائی تعلیم کو لڑکوں کیلیئے جبری کیا جائے۔ اور تعلیم کے متعلق یہ پالیسی مقرر کیجائے کہ زراعت اور صنعت و حرفت کا حصّہ غالب ہو اور اس میں بھی پچھلے پہلو کو زیادہ مدِ نظر رکھا جائے کیونکہ ملک کی عام آبادی اسکی سخت حاجتمند ہے ملک کی بڑھنے والی آزادی اور روز افزوں ضروریات نئے ذرائع آمد کے سخت مقتضی ہیں ÷

(۱۳) ایسے تمام صوبجات میں جہاں بندوبست دوامی جاری نہیں وہاں بندوبست کی میعاد ۵۰ برس تک بڑھائی جاوے ÷

۹۔ لوکل سیلف گورنمنٹ

(۱) مجالس شوریٰ برائے افسران ضلع

۱۔ تمام افسران ضلع کے ساتھ مجالس شوریٰ مقرر کی جائیں جنکے ممبر انتخاب اور نامزدگی

دونوں طریقوں سے مقرر ہوں۔ تمام ایسے انتظامی معاملات میں جیسے کہ میلے۔ مذہبی رسوم دیہاتی پہرے۔ انتظام پنچایتہائے دیہاتی یا کثیر الوقوع جرائم کے انسداد کی تدابیر اور تقرر انکم ٹیکس وغیرہ ہیں اس مجلس سے مشورہ لیا جایا کرے گو انکے مشورہ پر عمل کرنا افسران ضلع پر لازمی نہ ہو مگر انکی رائے تحریر میں لانا ضروری ہو ؛

(۲) ڈسٹرکٹ بورڈ

۱۔ ڈسٹرکٹ بورڈ اپنے حلقہ کار میں آزاد کیئے جائیں اور ممبروں کا کثیر حصہ انتخاب سے لیا جائے۔ اور ایک نہایت قلیل حصہ نامزدگی کے ذریعہ سے لیا جائے تاکہ قلیل التعداد جماعتوں کے حقوق اور مخصوص مفاد کی حفاظت ہو سکے ؛

۲۔ ڈسٹرکٹ بورڈ کے ممبروں کے انتخاب کے قواعد میں ایسی تبدیلی کیجائے کہ ووٹ دراے دینے والوں کا حلقہ زیادہ وسیع ہو جائے اور مقام انتخاب صرف تحصیل کو نہ رکھا جائے بلکہ اس حلقہ میں جسکی طرف سے ممبر یا ممبروں کا انتخاب ہونا ہے کئی مقام انتخاب کیلیئے مقرر کیئے جائیں تاکہ زیادہ لوگ ووٹ دینے میں شامل ہو سکیں اور لوگوں کی دلچسپی بڑھے ؛

۳۔ ڈسٹرکٹ بورڈ کے احکام کے خلاف افسران ضلع کے اجلاس میں اپیل ہوا کرے خاص اہمیت کے معاملات کی اپیل برخلاف فیصلہ ہائے افسران ضلع انسپکٹر افسران اضلاع کے اجلاس میں ہوا کرے ؛

(۳) میونسپل بورڈ

۱۔ میونسپلٹیاں اپنے حلقہ کار میں بالکل آزاد ہوں ؛

۲۔ میونسپل کمیٹیوں کے تمام ممبر انتخاب کے ذریعہ سے مقرر ہوں مگر جہاں قلیل التعداد جماعتوں کو نقصان کا خطرہ ہو وہاں انکو جداگانہ انتخاب کا اختیار دیا جائے ؛

۳۔ میونسپل کمیٹیاں اپنے پریذیڈنٹ خود منتخب کریں جو کبھی سرکاری عہدہ داروں میں سے نہ ہوں ؛

۴۔ میونسپلٹی کے احکام کے خلاف اپیل افسران ضلع کے اجلاس میں ہوا کرے۔ اور خاص اہمیت کے معاملات کی اپیل برخلاف فیصلہ ہائے افسران ضلع انسپکٹر افسران اضلاع

کے اجلاس میں ہوا کرے ؛

۱۰- ہر ایک دس سال کے بعد اصلاحات کی سکیم پر از سر نو غور کیا جائے چونکہ جو کوئی سکیم بھی اختیار کی گئی اس کا نفاذ آہستگی کے ساتھ ہوگا اور اس کے تجویز کرنے میں بھی احتیاط کی جاویگی کہ کہیں کوئی ایسا تغیر نہ ہو جاوے جس سے انتظام میں نقص پیدا ہو اسلیئے ہم یہ بھی تجویز کرتے ہیں کہ گورنمنٹ اصلاحی سکیم کا فیصلہ کرتے وقت یہ بھی فیصلہ فرمادے کہ ہر دس سال کے بعد ہندوستان میں اصلاحوں کے سوال پر پھر غور کیجاویگی تاکہ ان لوگوں کو جنکی خواہشات بر نہ آویں یہ کہکر لوگوں میں جوش پھیلانیکا موقعہ نہ ملے کہ آیندہ کے لیئے اصلاحوں کا ایک غیر معین وقت تک کے لیئے دروازہ بند کر دیا گیا ہے ؛

اخبار احمدیہ

قادیان:- سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ خیریت سے ہیں حضور کی صحت اچھی ہے۔ روزانہ بعد نماز عصر درس قرآن مسجد اقصیٰ میں دیتے ہیں۔ مستورات کا درس صبح کو روزانہ ہوتا ہے ؛

سالانہ جلسہ کی تاریخیں امسال ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹- دسمبر مقرر ہوئی ہیں جلسہ کمیٹی بڑی سرگرمی سے تیاری کر رہی ہے۔ مستورات کا جلسہ علیحدہ ہوگا۔ انہیں بھی حضرت کی دو تقریریں ہونگی۔ دار العلوم میں جلسہ گاہ تیار کی جا رہی ہے۔ امید ہے۔ ہمارا سالانہ اجتماع خداوند تعالیٰ کی تائید سے پوری کامیابی اور رونق کے ساتھ ہوگا۔ مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلباء ان ایام میں اپنا اپنا جلسہ کر کے تقریریں کرنے کی مشق کر رہے ہیں ؛

احمدیہ لائبریری زیر نگرانی حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد ایم۔ اے۔ احاطہ مدرسہ احمدیہ میں ترتیب دی جا رہی ہے۔ حضرت خلیفہ اوّل کا قیمتی کتب خانہ صادق

لائبریری ... ... سو تھا جمع کی جا چکی ہیں۔ تشحیذ لائبریری لائی جا رہی ہے ؂

انگلستان ۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور قاضی عبد اللہ صاحب ہر دو مبلغین نہایت تندہی اور کامیابی سے تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ قاضی عبد اللہ صاحب نے سوتھ سی میں جہاں ہماری جماعت خدا کے فضل سے قائم ہے۔ چار تقریریں کی ہیں۔ برادر محمد یونس ایونس تحریر فرماتے ہیں کہ زبان شستہ طرز کلام دلچسپ اور مضمون موثر تھا۔ سامعین میں سے بعض نے ہر تقریر کے خاتمہ پر اٹھکر قاضی صاحب کی تعریف کی۔ اور سوتھ سی میں اب اسلام کا چرچا ہے۔ لوگ خواہشمند ہیں کہ مبلغین دوبارہ وہاں جائیں۔ سوتھ سی کی جماعت احمدیہ نے حضرت اقدس خلافت مآب کے حضور درخواست کی ہے۔ کہ لنڈن مشن کی ایک شاخ انکے ہاں بھی کھولی جائے اور ایک مستقل مشنری وہاں رہے۔ اسوقت برطانوی احمدیوں کی تعداد بشمولیت دو نئے احمدیوں کے جن کی خبر تازہ ڈاک میں آئی ہے ۷۴ ہے ؂

سیلون ۔ انجمن احمدیہ سیلون اپنا کام خاموشی کے ساتھ کامیابی سے کر رہی ہے۔ مولوی اے۔ پی ابراہیم صاحب مالاباری جماعت کے امام ہیں۔ مسٹر ابو الحسن سیلونی طالب علم قادیان سے مع الخیر وطن پہنچگئے ہیں۔ اور تبلیغ کر رہے ہیں سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ سیلون کی صحت کثرت کام کی وجہ سے خراب ہے وہ دعا کی درخواست کرتے ہیں ؂

مارشس ۔ مولوی غلام محمد صاحب مبلغ مارشس کے عیال اور مولوی عبید اللہ صاحب فارغ التحصیل مدرسہ احمدیہ بخیریت ۲۶۔ نومبر کو پورٹ لوئیس میں پہنچگئے۔ انجمن مارشس کا فرانسیسی پندرہ روزہ اخبار باقاعدہ شائع ہوتا ہے۔ انجمن مذکور نے سال رواں میں قریباً ۲۰۰۰ روپیہ چندہ جمع کیا ؂

ہانگ کانگ } برادر غلام مجتبےٰ سکرٹری انجمن احمدیہ ہانگ کانگ بڑے سرگرمی سے تبلیغ کے کام میں مصروف ہیں۔ برادر موصوف نے تازہ ڈاک میں تین آدمیوں کی درخواستہائے بیعت ارسال کی ہیں ؂

گوشوارہ آمد و اخراجات صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان ماہ ستمبر ۱۹۱۷ء

صیغہ تعلیم

آمد — اخراجات

[illegible]

مدرسہ احمدیہ

آمد — اخراجات

[illegible]

امانت اندرونی

[illegible]

اشاعت اسلام

آمد — اخراجات

[illegible]

زکوٰۃ

آمد — اخراجات

[illegible]

بیت المال

آمد — اخراجات

[illegible]

مقبرہ بہشتی

آمد	رقم
حصہ جائداد	[illegible]
وصایا	[illegible]
خرچ داخلہ	[illegible]
متفرق	[illegible]
ماہوار	[illegible]
میزان	[illegible]
بقایا سابقہ	[illegible]
میزان	[illegible]
کل	[illegible]
کل میزان	[illegible]

اخراجات	رقم
تنخواہ	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
امداد [illegible]	[illegible]
امداد [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
میزان اخراجات	[illegible]
بقایا	[illegible]

مساکین

آمد	رقم
چندہ	[illegible]
[illegible]	ما
میزان	[illegible]
بقایا سابقہ	[illegible]
میزان	[illegible]

اخراجات	رقم
تعلیم	[illegible]
[illegible]	[illegible]
متفرقات	[illegible]
میزان	[illegible]
بقایا	[illegible]

یتامیٰ

آمد	رقم
امداد از [illegible]	[illegible]
چندہ	[illegible]
میزان	[illegible]
بقایا سابقہ	[illegible]
کل	[illegible]

اخراجات	رقم
وظائف	[illegible]
اخراجات [illegible]	[illegible]
میزان	[illegible]
فاضل	[illegible]

متفرقات

آمد	رقم
فیس ملازمین	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
متفرق	[illegible]
خطاطی	[illegible]
[illegible]	[illegible]
میزان	[illegible]
بقایا سابقہ	[illegible]
باقی	[illegible]

اخراجات	رقم
دفتر [illegible]	[illegible]
دفتر محاسب	[illegible]
دفتر [illegible]	[illegible]
شفاخانہ	[illegible]
میزان	[illegible]
فاضل	[illegible]

بورڈنگ [illegible]

آمد	رقم
[illegible]	[illegible]
متفرق	[illegible]
میزان	[illegible]
بقایا سابقہ	[illegible]
میزان	[illegible]
متفرق	[illegible]

اخراجات	رقم
[illegible]	[illegible]
فیس	[illegible]
میزان	[illegible]
فاضل	[illegible]

بورڈنگ ہاؤس احمدیہ

آمد	رقم
[illegible]	[illegible]
متفرق	[illegible]
میزان	[illegible]
بقایا سابقہ	[illegible]
میزان	[illegible]

اخراجات	رقم
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
فیس	[illegible]
[illegible]	[illegible]
میزان	[illegible]
باقی	[illegible]

تفصیل بقایا صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان

یکم اکتوبر

صیغہ تعلیم	۱۳۶۵۲-۱۰-۱
امانت اندرونی	۳۲۱۰-۱۵-۰
اشاعت اسلام	۴۸۸۲-۷-۰
مقبرہ بہشتی	۷۷۱۹-۱-۶
امانت بیرونی	۶۱-۰-۰
مستقل فنڈ	۳۹۱۴-۲-۶
مساکین	۳۷۰۶-۳-۲
زکوٰۃ	۸۴۵-۱۰-۲
بورڈران انگریزی	۳۴۶-۱۰-۶
میزان بقایا	۳۸۳۳۸-۱۱-۱۱
منہائی فاضل	۲۳۶۵۱-۱۳-۲
باقی	۴۶۸۶-۱۴-۹
منہائی پیشگی	۴۱۲۶-۷-۰
باقی زرد امین	۵۶۰-۷-۹

تفصیل فاضل صیغہ جات

مدرسہ احمدیہ	۸۱۷۳-۵-۶
بیت المال	۱۸۴۴۵-۷-۱
تعمیر	۲۰۸۵-۰-۰
یتامیٰ	۳۹۷-۷-۱۰
متفرقات	۱۳۶۲-۱-۹
بورڈران ہائی	۳۲۰۹-۷-۰
میزان	۳۳۶۵۱-۱۳-۲

تفصیل پیشگی صیغہ جات

تعلیم	۷۰-۰-۰
بیت المال	۳۵۵۴-۱۴-۶
مقبرہ	۳۱۰-۰-۰
اشاعت	۱۹۱-۸-۶
میزان	۴۱۲۶-۷-۰

خلیفہ رشید الدین — محاسب

محمد اشرف — ناظر

گوشوارہ آمد و اخراجات صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان - ماہ اکتوبر ۱۹۱۷ء

آمد: صیغہ تعلیم											آمد: مدرسہ احمدیہ						آمد: بیت المال				
بقیہ ماہ	چندہ عام	چندہ خاص	فیس	زرادویات	متفرق	ضمنی	بورڈنگ	میزان آمد	تنخواہ عملہ	میزان کل بقایا	چندہ مدرسہ	امانت متفرق	متفرق	خرچ	میزان آمد	فاضل سابقہ	فاضل	چندہ عام	متفرق	میزان آمد	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

آمد: اشاعت اسلام							آمد: صیغہ تعمیر						مقبرہ بہشتی					
امانت	انگریزی	اردو	سرمایہ	متفرق	اخراجات	میزان آمد	بقایا سابقہ	میزان بقایا	چندہ تعمیر	متفرق	خرچ	میزان	فاضل سابقہ	فاضل	حصہ آمد	وصایا	خرچ اول	میزان آمد	بقایا سابقہ	میزان بقایا
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

تفصیل بقایا صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان
یکم نومبر ۱۹۱۷ء

تعلیم	۱	۹	۱۴۴۹۶
اشاعت اسلام	۳	۴	۵۰۹۴
مقبرہ بہشتی	۶	-	۷۸۹۹
مساکین	۲	۱	۴۱۲۱
زکوٰۃ	۲	۳	۸۷۹
بورڈران احمدیہ	۳	۱۴	۴۳۹
امانت اندرونی	۰	۱۵	۳۲۳۰
〃 بیرونی	۰	۰	۶۱
مستقل فنڈ	۶	۲	۳۹۱۴
میزان بقایا	۱۱	۱	۴۰۱۳۶
منہائی فاضل	۸	۲	۳۱۴۰۵
باقی	۳	۱۵	۸۷۳۰
منہائی پیشگی	۰	۷	۴۱۲۶
باقی زر داین	۳	۸	۴۶۰۴

میزان فاضل صیغہ جات

مدرسہ احمدیہ	۹	۱	۷۷۱۷
بیت المال	۷	۱۲	۱۷۹۵۳
تعمیر	۳	۱۲	۲۰۵۰
یتامیٰ	۴	۳	۳۵۴
متفرقات	۳	۵	۱۳۶۰
بورڈران	۶	۱۵	۱۹۶۸
میزان	۸	۲	۳۱۴۰۵

تفصیل پیشگی صیغہ جات

تعلیم	۰	۰	۷۰
بیت المال	۶	۱۴	۳۵۵۴
مقبرہ	۰	۰	۳۱۰
اشاعت	۶	۸	۱۹۱
میزان	۰	۷	۴۱۲۶

مساکین آمد: خیرات	واپسی قرضہ	میزان	بقایا سابقہ	میزان بقایا	یتامیٰ آمد: خیرات	فاضل سابقہ	فاضل	زکوٰۃ آمد: خیرات	بقایا سابقہ	میزان بقایا	متفرقات آمد: نقد خانہ فروخت ادویہ	فاضل سابقہ	فاضل	بورڈران ہائی آمد: ہائی سکول	متفرق	میزان آمد	فاضل سابقہ	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بورڈران احمدیہ: مدرسہ احمدیہ	متفرق	میزان آمد	بقایا سابقہ	میزان بقایا	امانت اندرونی: امانت اندرونی	بقایا سابقہ	میزان بقایا	امانت بیرونی آمد	مستقل فنڈ آمد
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

خلیفہ رشید الدین
محاسب

محمد اشرف
ناظر

اعلیحضرت خلیفۃ المسیح حکیم الامت مولٰنا مولوی نور الدین صاحبؓ کی مجرب المجرب ادویہ

ہم نے ناظرین کی خاطر اپنے اُستاد المکرم کے تمام عمر کے مجربات بطور ہدیہ رکھدیئے ہیں۔ آپنے بے شک مجرب ادویہ دیکھی ہونگی مگر لاثانی وجود کی ایجاد بھی لاثانی ہوتی ہے جیسے فن طب میں بے مثل تھے۔ ویسے ہی آپکے تیز بہدف ادویہ بے مثل ہیں۔

حب اکسیر جنین یہ گولیاں آپکی تمام عمر کی مجرب المجرب ہیں انکے استعمال سے خاص فضل ربی سے کئی گھر بھرے ہوئے ہیں۔ جو کہ اسقاط حمل یعنی اٹھرا کی بیماری کی وجہ سے ویران تھے۔ جنکی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دیکر دل کو پاش پاش کر دیتی تھی۔ یا قبل از وقت حمل ضائع ہوجاتے تھے۔ یا کچھ دن پیدا ہونیکے بعد زندہ رہکر فوت ہوجایا کرتے تھے اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے ناامید و مایوس ہوچکے تھے اب وہ گھر ان گولیوں کے استعمال سے بفضلہٖ تعالیٰ بھرے ہوئے ہیں۔ قیمت فی تولہ عہ

حب بواسیر خونی کیسا ہی خون کیوں نہ جاتا ہو۔ انکے استعمال سے بند ہوجاتا ہے اور دیر تک استعمال کرنے سے انشاء اللہ نجات ہوگی قیمت ۲۴ گولی عہ

حب جاوید ضعف دل و دماغ۔ جگر۔ جسم میں سستی کاہلی۔ چہرہ بے رونق۔ بدن نحیف۔ آنکھیں زرد دوڑنے سے دم پھول گیا۔ معدہ میں فتور آگیا۔ غذا ہضم نہیں ہوتی۔ بیٹھکر اٹھنے سے آنکھوں کے آگے اندھیرا چھاگیا۔ سر چکرا گیا۔ ان اصحاب کے لیئے حب جاوید کا استعمال کرنا تندرستی کا بیمہ کرنا ہے۔ اور کھوئی ہوئی طاقت کو واپس لانا انکا فرض ہے قیمت ۴۸ گولیاں۔ صرف عہ

طحال پرانی سے پرانی طحال یعنی ہانچہ کیوں نہ ہو ۲۴ روز کے استعمال سے انشاء اللہ آرام آجاتا ہے قیمت ۲۴ عدد گولیاں ۸ہ۔

مرہم پھوڑے پھنسی۔ پرانے زخم گندے گندے بلکہ ناسور تک بھی اسکے استعمال سے بالکل اچھے ہوجاتے ہیں۔ قیمت ڈبیہ عہ

تریاق معدی کمزوری معدہ۔ ضعف ہضم۔ پیٹ کا پھولنا۔ نفخ۔ قے۔ متلی۔ بدہضمی۔ ترش ڈکار۔ معدہ کی خرابی سے بے ترتیبی پاخانہ۔ اسہال۔ غذا کا ہضم نہ ہونا ان امراض کیلئے ہے قیمت شیشی عہ

سرمہ نور کمزوری نظر۔ دھند۔ جالا۔ قریب کی نظر۔ پڑبال۔ پھولا۔ رتوندی۔ لیسدار رطوبت کا جاری رہنا۔ آنسوؤں کا آنا۔ ان امراض میں آپ کا نہایت ہی مجرب المجرب سرمہ ہے۔ قیمت ۶ ماشہ صرف عہ

ملنے کا پتہ:۔ **نظام جان عبد الرحمن کاغانی۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور**

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۰۲۷

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی کافوری جنتری سنہ ۱۹۱۸ء

Digitized by Khilafat Library

کافوری جنتری سنہ ۱۹۱۸ء

کی نہایت خوبصورت اعلیٰ درجے چکنے کاغذ پر چھپ رہی ہے اور جنوری سنہ ۱۹۱۸ء کے پہلے ہفتہ سے بلاقیمت محصولڈاک قدردانوں کے پاس بھیجی جائے گی اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ پر دس متفرق جگہ کے لکھے پڑھے شریف اشخاص کے نام اور پیشہ لکھکر بھیجدیجئے مذکورہ بالا جنتری وقت پر آپکے پاس روانہ کردیجائیگی ✣

ہمیشہ تندرست رہنے کی ترکیب

آپ جانتے ہیں انسان کی زندگی خون سے ہے اس سے خون صاف رکھنا ضرور ہے اسکی ترکیب آسان ہے ڈاکٹر برمن کا آئی اوڈار سالسہ مفید ثابت ہوا ہے اسمیں کسی چیز کا پرہیز نہیں ہے یہ سالسہ صاف کراس میں پوٹاس امی رووڈ ائڈ وغیرہ کئی ایک آزمودہ ادویات ملاکر بنتا ہے اسلیئے تمام سالسوں سے زیادہ مفید ہے گرمی آتشک گنٹھیا وغیرہ یا پارہ ملی ہوئی ادویہ کے استعمال سے خون بگڑ گیا ہو تو اسکو استعمال کیجیئے خون بگڑنے کی دو وجہ ہے آتشک و گنٹھیا ایسے عارضے میں پارہ ملی ہوئی ادویات استعمال کرنیسے خون بگڑ جاتا ہے پوری حالت فہرست منگا کر دیکھئے قیمت عام محصول ۶؍

مسافر حیران ہوگئے

جب انہوں نے کولاٹانک کی تاثیر دیکھی۔ سفر میں گھوڑے کی سواری ہوئی مگر کچھ بھی تھکن معلوم نہوئی پہاڑوں پر میلوں چڑھے اترے لیکن ذرا بھی سانس نہ چڑھا کشتی کے لیئے سفر کرنے والے پہلوان۔ ناچنے گانے والے۔ مسافر۔ لکچرار۔ واعظ۔ ایتھلیٹک مسافری میں کولاٹانک ساتھ رکھتے ہیں۔ کیونکہ اسکے استعمال سے انکے پھیپھڑے کی قوت بے نظیر ہو جاتی ہے اور انکے کام میں آخر تک سانس قائم رہتا ہے۔ شراب اور افیون کی عادت کولاٹانک بھی چھڑا سکتا ہے۔

قیمت ۳۲ خوراک کی شیشی عہ؍

ڈاکٹر ایس کے برمن کی یہ دوائیاں ہر جگہ کے دوکاندار فروخت کرتے ہیں۔ کہیں نہ ملے تو

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبرہ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ سے منگائیے ✣

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے | لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر ریویو

جلد ۱۶ — دسمبر ۱۹۱۷ء — نمبر ۱۲

مطابق ربیع الاول ۱۳۳۶ھ

چندہ سالانہ

فہرست مضامین

ہندوستان میں سیاسی شورش ۴۴۱-۴۶۷

اخبار احمدیہ ۴۶۷-۴۶۸

گوشوارہ ۴۶۹-۴۷۳

Digitized by Khilafat Library

عربی قاعدہ یسّرنا القرآن مکمل

یہ قاعدہ کچھ دنوں سے فروخت ہو گیا تھا۔ اور پھر چھپنے تک اکثر لوگوں کی درخواستیں بلا تعمیل پڑی رہنے سے شائقین قرآن مجید کو بڑی تکلیف اٹھانی پڑی۔ اب خدا کے فضل سے چھپکر دفتر میں پہنچ گیا ہے۔ اسلیئے وہ لوگ جو قرآن شریف پڑھانے کی خاطر اس بے نظیر قاعدہ کو خریدنا چاہتے ہیں وہ جلد درخواستیں بھیجدیں اخراجات کے متعلق یہ عرض ہے کہ کاغذ کی سخت گرانی ہے آج ایک سال پہلے کی نسبت کاغذ کی قیمت اڑھائی تین گنے کے قریب زیادہ ہو گئی ہے۔ چنانچہ سنہ ۱۹۱۳ء میں دس ہزار قاعدہ کے سارے اخراجات چھ سو ۶۰۰ روپے کی منظوری تھی لیکن اب صرف کاغذ پر سوا چھ سو روپیہ خرچ آیا ہے۔ دیگر اخراجات لکھائی چھپائی وغیرہ علاوہ ازیں ہیں۔ اسلیئے اس دفعہ قاعدہ کی قیمت بجائے ۲ر کے ۳ر رکھنی پڑی ہے جو اس قاعدہ کی خوبیوں کے مقابل زیادہ نہیں ٭

ملنے کا پتہ:۔ **دفتر میگزین قادیان ضلع گورداسپور**

ضرورت:۔ دفتر میگزین کے لیئے جنوری سنہ ۱۹۰۶ء کے انگریزی پرچہ کی ضرورت ہے کسی دوست کے پاس جسقدر کاپیاں ہوں۔ وہ عطا فرمادیں اور چاہیں تو انکے عوض ریویو کے جس پرچہ یا کتاب کی ضرورت ہو وہ لے لیں۔ یا قیمت لے سکتے ہیں ٭ (مینیجر میگزین قادیان)

ڈاکٹر کی ہدایت

نوبتی بخار۔ سخت زکام اور ملکی قسم کے طاعون کیلیئے باٹلی والا کا ایگیو مکسچر۔ بڑی بوتل یا بخار کی گولیاں قیمت ؏ر باٹلی والا کا ٹانک بچوں اور کمزور اشخاص کے لیئے مقوّی قیمت ؏ر باٹلی والا کی اصلی کونین کی ٹکیاں ایک اور دو گرین کی گولیوں کی بوتل باٹلی والا کا ایگیو مکسچر چھوٹی بوتل قیمت ۸ر کالرا۔ ہیضہ دستوں اور قے کے واسطے قیمت ؏ر دانتوں کا منجن قیمت ۴ر مقوّی گولیاں زرد رنگ اور کمزور اعصاب کے لیئے قیمت ؏ر داد کا مرہم داد اور خارش کے لیئے قیمت ۴ر۔ یہ ادویہ ہندوستان میں سب جگہ فروخت ہوتی ہیں۔ نیز ڈاکٹر ایچ۔ ایل باٹلی والا اینڈ سنز ورلی کلو لینڈ ہل بمبئی سے مل سکتی ہیں ٭

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہندوستان میں سیاسی شورش

احمدی جماعت کی آواز

ناظرین اس امر سے ناواقف نہیں کہ ایک عرصہ سے ہندوستان ایک بڑی سیاسی شورش کا تماشہ گاہ بن رہا ہے تعلیم یافتہ گروہ کا بیشتر حصہ یہ آواز اُٹھا رہا ہے کہ ہندوستان کے لیئے سلف گورنمنٹ منظور کی جاوے یعنی ہندوستان کی حکومت انگریزی سلطنت کے دائرہ کے اندر قریباً قریباً کلی طور پر ہندوستانیوں کے ہاتھوں میں دیدی جاوے۔ یہ مطالبہ اس شدومد کے ساتھ کیا گیا کہ وزیر ہند کو انگلستان سے ہندوستان میں آنا پڑا تا وہ ہندوستانیوں کے مختلف وفود سے ملاقات کر کے ہندوستان کی ضروریات کا صحیح اندازہ لگا سکیں۔ چنانچہ نومبر کی نو تاریخ کو وہ بمبئی میں پہنچ گئے اور پندرہ نومبر سے باقاعدہ دہلی میں کارروائی شروع کردی گئی۔ اس موقع پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی نے یہ ضروری سمجھا کہ احمدی جماعت کی طرف سے بھی ایک وفد حضور ویسرائے ہند اور وزیر ہند کی خدمت میں پیش ہو جس میں موجودہ ملکی حالات کے بارہ میں احمدی جماعت کی رائے کا اظہار کیا جاوے۔ احمدی جماعت آجتک سیاسی معاملات سے بالکل الگ رہی ہے لیکن اس موقع پر جب کہ ملک کا قریباً تمام کا تمام تعلیم یافتہ حصہ ہوم رول (گھر کی حکومت) کے لیئے چلا رہا ہے (جسکے پورے طور پر مل جانے میں احمدی جماعت اپنا صریح نقصان دیکھتی ہے) یہ ضروری خیال کیا گیا کہ اپنے حقوق کی حفاظت کے لیئے ایک ایڈرس تیار کر کے گورنمنٹ کے سامنے پیش کیا جاوے

چنانچہ ایڈرس تیار کیا گیا جو انگریزی میں ترجمہ ہو کر پندرہ نومبر کو پونے چار بجے حضور ویسرائے اور وزیر ہند کے سامنے ایک احمدی وفد کے ذریعہ پیش ہوا۔ ایڈرس چودھری ظفراللہ خاں بی۔اے ایل ایل بی (لنڈن) بیرسٹرایٹ لا و ایڈیٹر انڈین کیسز لاہور نے پڑھا جسکے بعد حضور ویسرائے نے چند الفاظ میں وفد کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ تجاویز پیش کردہ پر پورا غور کیا جائیگا۔ اس کے بعد وفد کے ممبروں کو فرداً فرداً حضور ویسرائے ہند و وزیر ہند کے ساتھ انٹروڈیوس کرایا گیا اور اسپر وفد کی کارروائی ختم ہوئی ؛

اسی دن شام کے چھ۶ بجے حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے وزیر ہند کے ساتھ پرائیویٹ ملاقات کی جو آدھ گھنٹہ سے زیادہ تک رہی۔ ملاقات میں حضور وزیر ہند نہایت خوش اخلاقی سے پیش آئے اور کمال دلچسپی کے ساتھ حضرت امیر المومنین سے جماعت احمدیہ کے حالات دریافت کرتے رہے اور ایڈریس پیش کردہ کے بعض امور پر حضرت سے تبادلہ خیالات کیا۔ اور حضرت کی ملاقات اور احمدی ایڈرس پر بڑی اور حقیقی خوشی کا اظہار کیا ؛

ناظرین کے مطالعہ کے لیئے ہم ایڈرس اور اسکے ساتھ کی ملحقہ تجاویز ذیل میں درج کرتے ہیں ؛ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھوالناصر

خدا کے رحم اور فضل کے ساتھ

ایڈریس

(از طرف نمائندگان جماعت احمدیہ زیر ہدایت حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح والمہدیؑ)

(بخدمت رائٹ آنریبل ایڈون سیموئل مانٹیگو وزیر ہند بوساطت ہز ایکسلنسی گورنر جنرل)

جناب عالی!

جناب کے تشریف لانے کی مبارک تقریب پر ہم جماعت احمدیہ اور اس کے امام حضرت